ابن زیاد

اور

اُس کے رفقاء

از

ساحل بلگرامی

MAAB 1431
مرکز احیاء آثار برصغیر
maablib.com

ابن زیاد

اور

اسکے رفقاء

از

ساحل بلگرامی

مؤلف حسین اور یزید اور قتل حسین کے بعد وغیرہما

maablib.com

کراچی

فہرست

MAAB 1431
maablib.com

انتساب

میں اپنی اس مختصر سی کتاب کو اپنے محترم و کرمفرما جناب سید شاہد رضا نقوی صاحب اکونٹینٹ محمد علی میموریل کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی" کے نام نامی سے معنون کر کے خوشی محسوس کرتا ہوں جن میں ہمدردی و اخلاص کے جوہر کے ساتھ ہی ساتھ علمی قدر افزائی کا جذبہ بھی بدرجۂ اتم موجود ہے۔

نیاز کیش

ساحل بگرامی

۴ جولائی ۱۹۵۶ء

maablib.com

دیباچہ

واقعۂ فاجعۂ کربلا کو آپ خواہ فتنہ قرار دیں، یا سرزمینِ عرب کی محض ایک خانہ جنگی لیکن بلا شبہ حسین کے مقابلہ میں اس مقصد کی تکمیل کے لئے جو انتخاب کیا گیا اُس کی موزونیت کو اس خود غرض دنیا میں سراہے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ اور اس "تدبر" کا سہرا "بیچارے" یزید یا کسی دوسرے کے سر نہیں، بلکہ امیر معویہ کے سر ہے جو اپنے چہیتے بیٹے کو قیصر و کسریٰ کی سنّت کے بموجب اپنا ولی عہد بنا کر ساتھ ہی ساتھ "نازک" وقت کے لئے ابن زیاد کو نامزد کر گئے تھے۔

لیکن شاید عبید اللہ ابن زیاد اپنی "نسلی ندرت" کے باوجود نواسۂ رسول کا خون بہانے میں مشکل سے کامیابی کا چہرہ دیکھ سکتا اگر وہ سعد ابن ابی وقاص فاتح قادسیہ کے بیٹے کو اپنا آلہ کار نہ بناتا۔ کہا جا سکتا ہے کہ عبید اللہ ابن زیاد اپنے دِلی کینہ کو صحابی علی ذی الجوشن کے بیٹے شمر کے ذریعہ سے بھی نکال سکتا تھا لیکن اس طرح غالباً وہ یہ ثابت نہ کر سکتا کہ شرافتِ نسبی اور ہمدردی کا جذبہ کس طرح خواہشِ اقتدار و نمود کے نیچے دب کر رہ جاتا ہے

تاہم ابن زیاد اور ابن سعد کے بعد شمر کا کردار میدان کربلا میں نمایاں اہمیت رکھتا ہے۔ اسی لئے میں مقدم الذکر شخصیتوں کے ساتھ ہی مؤخر الذکر ہستی کے سوانح زندگی کو نظر انداز نہ کر سکا۔

یہ رسالہ گو اپنی ضخامت کے لحاظ سے کچھ حقیر و سبک سا خیال کیا جا سکتا ہے لیکن آپ اس میں جو کچھ ملاحظہ فرمائیں گے وہ اسلامی کتب خانہ کی مستند ترین اور ماخذ کتب کا رہینِ منت ہے اور جس کی ترتیب کے وقت ہر جنبہ داری کو پسِ پشت ڈال کر مورخانہ دیانت و ذمہ داری کو مشعلِ راہ بنایا گیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ ناچیز ہدیہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا، اور یہی میری جانفشانی اور کوششوں کا حقیقی صلہ ہے۔

اخیر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ذیل میں ان کتب کا بھی ذکر کر دیا جائے جن کی کم و بیش مدد سے یہ تالیف اپنے وجود کی تخلیق کر سکی ہے:۔

(۱) مقتل ابی مخنف (۲) المعارف ابن قتیبہ (۳) تاریخِ یعقوبی ابن واضح (۴) اخبار الطوال ابوحنیفہ دینوری (۵) تاریخ طبری (۶) مروج الذہب مسعودی (۷) مقاتل الطالبین ابوالفرج اصبہانی (۸) الارشاد شیخ مفید (۹) الکامل ابن اثیر (۱۰) جامع اصول ابن اثیر (۱۱) خواص الائمہ ابن الجوزی (۱۲) تاریخ ابوالفدا ایوبی (۱۳) تاریخ ابن خلدون (۱۴) نہایت السئول سبط ابن الجوزی (۱۵) الاستیعاب ابن عبدالبر (۱۶) صحیح بخاری (۱۷) ترمذی

(۱۸) سنن ابی داؤد (۱۹) سنن ابن ماجہ (۲۰) سنن نسائی (۲۱) تاریخ ابن عساکر (۲۲) المنتخب ابن الجوزی (۲۳) اسد الغابہ ابن اثیر الجزری (۲۴) مطالب السئول شیخ کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی (۲۵) تہذیب الاسماء نودی (۲۶) میزان الاعتدال ذہبی (۲۷) الاصابہ ابن حجر عسقلانی (۲۸) تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی (۲۹) لسان المیزان ابن حجر عسقلانی (۳۰) تاریخ الخلفاء سیوطی (۳۱) جواہر العقدین سمہودی (۳۲) صواعق محرقہ ابن حجر مکی (۳۳) اخبار الاول محمد عبد المعطی (۳۴) طبقات ابن سعد (۳۵) رجال الصحیحین (۳۶) اسماء الرجال بخاری (۳۷) اسماء الرجال مشکوٰۃ شریف (۳۸) کتاب الاسماء والکنیٰ از مسلم بن حجاج (۳۹) تقریب (۴۰) شرح نہج البلاغہ علامہ ابن ابی الحدید۔

ساحل بلگرامی ۔ کراچی

۶ر جون ۱۹۵۶ء

ابن زیاد اور اُس کے رفقاءٔ

۱- عبید اللہ ابن زیاد

ابن زیاد کے سوانح حیات کا ذکر کرنے سے پہلے اس کے خاندانی حالات کا بیان ناظرین کرام کے لئے خالی از دلچسپی نہ ہوگا، اور اسی کے ساتھ یہ بھی سمجھ میں آسکے گا کہ اس کے اخلاق وعادات پر اس کا خاندانی اثر کہاں تک کارفرما رہا۔

عرب کے مشہور قبیلہ قریش میں ایک صاحب عبد مناف تھے۔ جن کے دو توام بچے پیدا ہوئے جن کے نام ہاشم اور عبد شمس رکھے گئے۔ ہاشم کا خاندان بنی ہاشم کے نام سے مشہور ہوا جن کی نسل سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ نمایاں ہوئے۔ عبد شمس سے ایک لڑکا اُمیہ پیدا ہوا جس کی نسل کو بنی اُمیہ کہا جاتا ہے اور یہی وہ خاندان ہے جس سے حضرت عثمان اور ابوسفیان تعلق رکھتے تھے۔

maablib.com

صواعق محرقہ کا بیان ہے کہ جب ثوب دربار معویہ میں پہونچے تو انہوں نے اثنائے گفتگو میں امیر معویہ سے کہا کہ تم لوگ جھوٹا دعویٰ کرتے ہو کہ اُمیہ عبد شمس کا بیٹا تھا۔ درحقیقت وہ ذکوان غلام عبد شمس تھا جس کو متبنیٰ سمجھ کر لوگ امیہ کہا کرتے تھے۔

ابن اثیر الجزری نے الکامل میں بیان کیا ہے کہ عبد شمس اور ہاشم توام پیدا ہوئے تھے اور دونوں بچے پُشت کی طرف سے جڑے ہوئے تھے جن کو کاٹ کر ایک دوسرے سے جدا کیا گیا تھا۔ اس وقت ایک کاہن نے پیشنگوئی کی تھی کہ ان کی نسل میں باہمی دشمنی اور خونریزی رہے گی۔ چنانچہ عبد مناف کے مرنے پر جب ہاشم اپنے باپ کی طرف سے کعبہ کی سقایت و رفادت کے والی ہوئے تو اس واقعہ پر پہلی بار ہاشم اور امیہ کے مابین عداوت رونما ہوئی۔

واقعہ یہ ہوا کہ قریش کو قحط نے گھیر لیا جس کو دُور کرنے کے لئے ہاشم نے شام سے آٹا لاکر روٹیاں پکوائیں اور چورا کرکے انہیں دیگوں میں ڈال دیا۔ عرب اس کھانے کو ثرید کہتے تھے۔ اس چورے سے تمام مکہ سیر ہوگیا۔ اسی واقعہ کی وجہ سے ان کا نام ہاشم (روٹی کا چورا کرنے والا) پڑگیا۔ اس پر امیہ جل گیا، اور اس نے ہاشم کی نقل اُتارنے کی کوشش کی جس میں وہ ناکام ہوا۔ اور اس کے نتیجے میں اسے رسوائی اور شرمندگی

سے دوچار ہونا پڑا۔ اس کے بعد اس نے مفاخرت (یعنی لائقِ فخر کون ہے؟) کی دعوت دی۔ ثالثی کے لئے ایک کاہن مقرر ہوا۔ مقابلہ اس شرط پر ہوا کہ جو ہار جائے وہ ۵۰ اونٹ نحر کرنے کے لئے دے اور دس سال تک جلاوطن رہے۔ مقابلہ کے بعد فیصلہ ہاشم کے حق میں ہوا، اور امیہ کو دس سال شام میں جلاوطن رہنا پڑا (طبقات ابن سعد)

امیہ کے بیٹے حرب کی اولاد میں ابوسفیان صخر سردار قریش تھا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث بہ رسالت ہوئے تو اُس نے ابتدا ہی سے آپ کی مخالفت کی اور کئی بار اس کی سرداری میں قریش نے مسلمانوں سے جنگ کی۔ جن میں بدر، احد اور خندق زیادہ مشہور ہیں۔

شنہ ھ میں جب آنحضرت دس ہزار فوج کے ساتھ فتح مکہ کے ارادے سے روانہ ہوئے تو راہ میں ابوسفیان جاسوسی کا کام کرنے کے لئے اِدھر اُدھر جنگل میں پھر رہا تھا کہ آنحضرت کے چچا حضرت عباس اُسے مل گئے۔ حضرت عباس نے ابوسفیان کو صورتِ حال سمجھائی، اور کہا کہ "اگر اب کی بار اہلِ مکہ نے مسلمانوں سے مقابلہ کیا تو تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ اس لئے اس بار اہل مکہ کو مقابلہ پر نہ آنا چاہیے"۔ اس گفتگو سے ابوسفیان کی طبیعت پر بہت زیادہ اثر ہوا، اور وہ مسلمان ہونے کے لئے تیار ہو گیا۔ اس وقت حضرت عباس بمقام مرالظہران اُس کو

آنحضرت کے پاس لائیے، اور آپ نے اس کو امان دی، بلکہ حضرت عباس کی سفارش پر اس کا مکان مکہ میں لوگوں کے لئے پناہ گاہ قرار پایا اسی موقع پر ابو سفیان کے بیٹے امیر معویہ بھی مسلمان ہوئے تھے۔ (ابن خلدون)۔

آنحضرت نے اُنس گیری کی غرض سے ابو سفیان کی بیٹی ام حبیبہ کو اُمّ المومنین بنا لیا تھا، اور خود انہیں بحرین کا عامل مقرر کر دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ رسولِ خدا نے ابو سفیان کے چچا کے پوتے عتاب بن اسید کو حاکم مکہ مقرر کیا۔ اور ابو سفیان کے چچا عاص کے پوتے خالد بن سعید کو حاکم یمن بنایا۔

ابو سفیان کے کردار کو اور زیادہ سمجھنے کے لئے ایک اور تاریخی واقعہ سنئے۔ "جب آنحضرت کی وفات کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بنی ہاشم کے علاوہ تمام مسلمانوں نے بیعت کر لی اور حضرت ابوبکر خلیفہ ہو گئے۔ تو ابو سفیان نے جناب علی مرتضیٰ کے پاس آ کر یہ تفرقہ پروازانہ گفتگو کی کہ "علی! تمہارے ہوتے ہوئے ابن قحافہ جانشین رسولؐ ہو گئے۔ اگر تم کہو تو مدینہ کی گلیاں پیدلوں اور سواروں سے بھر دوں"۔ جناب علی ابو سفیان کے یہ الفاظ سن کر مسکرائے اور فرمایا "اے ابو سفیان تو زمانہ جاہلیت میں بھی یہی کیا کرتا تھا، اور اب بھی وہی کرنا چاہتا ہے"۔

یہ سن کر ابو سفیان کھسیانا ہو کر چلا گیا۔

ابن اثیر کا ابو سفیان کے متعلق بیان ہے کہ ایک عورت سُمیہ ایک دہقان کی کنیز تھی۔ ایک دفعہ دہقان علیل ہوا، اور علاج کے لئے حرث بن کلاۃ ثقفی طبیب عرب بلایا گیا۔ اچھے ہونے کے بعد دہقان نے حکیم موصوف کی خدمت میں سمیہ کو پیش کیا جس سے نافع اور ابو بکرہ پیدا ہوئے۔ ولادت نافع کے بعد حرث نے سمیہ کی شادی اپنے غلام رومی کے ساتھ کردی، اور اسی کے یہاں سمیہ کے بطن سے زیاد پیدا ہوا۔

اسی تاریخ کا بیان ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ابو سفیان نے طائف کا سفر کیا۔ اسی حالت میں وہ ایک شراب فروش ابو مریم السلولی کے پاس گیا، اور اس سے ایک عورت کی خواہش کی تو یہ شخص سمیہ کو ابو سفیان کے پاس لایا، جس کے ساتھ اس نے مجامعت کی۔ کہا جاتا ہے کہ اسی صحبت سے زیاد کا حمل ٹھیرا۔

اس کے بعد یہی تاریخ بیان کرتی ہے کہ جب ابو سفیان کے بیٹے امیر معٰویہ نے جو حضرت عمر کے وقت سے شام کے حاکم تھے، اور حضرت علی کے زمانے میں بغاوت کر کے خود مختار بن گئے تھے، اپنے نسب میں زیاد کو شامل کیا، تو لوگوں کو شہادت دینے کے لئے بلایا گیا۔ ان میں ابو مریم بھی تھا جس نے زیاد کے نسب کی شہادت دی اور کہا کہ میں نے دیکھا،

سمیہ جا رہی تھی، اور نطفے کے قطرے اس کی رانوں کے درمیان سے ٹپک

رہے تھے۔ امیر معاویہ نے زیاد کو اپنے نسب میں شامل کر لیا۔ اور یہ پہلا واقعہ

ہے جس میں کھلم کھلا شریعتِ اسلامی کی مخالفت کی گئی۔

ابن خلدون کا بیان ہے کہ ابو سفیان نے بھی ایک موقع پر چھپے الفاظ

میں زیاد کو اپنا نطفہ ظاہر کیا تھا۔

بہرحال جب زیاد جوان ہوا، اور ہونہار نظر آیا، تو سب سے پہلے

زیاد کو ابو موسیٰ اشعری نے اپنے زمانۂ حکومت میں بصرہ میں میر منشی کا عہدہ

دیا۔ پھر حضرت عمر فاروق نے اس کے سپرد ایک خدمت کی جس کو اس نے

نہایت دینداری سے انجام دیا۔ یہ دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر نہایت

فصاحت و بلاغت سے عرض و معروض کیا کرتا تھا۔ ایک بار عمرو بن العاص

بیٹھے ہوئے تھے، جو اس کی برجستہ گوئی سن کر بولے "واللہ! اس لڑکے

کا باپ اگر قریشی ہوتا، تو تمام عرب کو ایک لکڑی سے ہانکتا۔" ابو سفیان

بولے اور حضرت علی پاس بیٹھے ہوئے تھے، کہ واللہ میں اس کے باپ

کو پہچانتا ہوں، اور جانتا ہوں کہ اس کو اس کی ماں کے رحم میں کس

نے رکھا۔" علی نے کہا، "چپ رہو، اگر عمر بن الخطاب سن لیں گے تو قدر د

عافیت معلوم ہو جائے گی"۔

تاریخ ابن خلدون کا بیان ہے کہ اس کے بعد ۳۹ھ میں علی

ابن ابی طالب نے اپنے زمانۂ خلافت میں زیاد کو فارس کی حکومت سپرد کی۔ بعض نے زیاد کا مقابلہ کیا۔ لیکن آخر کار بھاگ گئے۔ باقی نے اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد زیاد نے کرمان بھی فتح کر لیا۔ اسی وقت امیر معویہ نے تہدید کا خط لکھا، اور اس کے ابوسفیان کا لڑکا ہونے سے انکار کیا۔ زیاد نے خط پڑھ کر لوگوں کے سامنے خطبہ دیا۔ جس میں امیر معویہ کی دھمکی سے تعجب ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ "معویہ مجھے ڈرانا چاہتا ہے۔ حالانکہ میرے اور اس کے درمیان ابن عم رسول اللہ مہاجرین وانصار کے ساتھ ہیں"

حضرت علی نے یہ خبر سُن کر زیاد کو لکھا کہ "میں نے تم کو والی مقرر کیا ہے اور میرے نزدیک تم اس کے سزاوار ہو۔ ابوسفیان میں خباثتِ نفس اور جہالت ہے جس کی میراث تم کو نہ ملنا چاہیئے۔ اور نہ تمہارا نسب اس سے ملحق ہونا چاہیئے۔ معویہ انسان کے پیچھے سے آتا ہے۔ پس تم اس سے احتراز کرو۔"

مصر کی فتح کے بعد امیر معاویہ نے عبداللہ بن الحضرمی کو بصریٰ کی طرف روانہ کیا۔ اس نے وہاں پہونچ کر حضرت علی کے خلاف لوگوں کے سامنے گفتگو کی، اور وہاں کے لوگوں کی دو جماعتیں ہو گئیں۔ ایک علی کی طرفدار تھی اور دوسری معویہ کی۔ اس وقت بصریٰ میں ابن عباس گورنر تھے، جو زیاد کو اپنا جانشین مقرر کر کے حضرت علی کے پاس چلے گئے تھے

زیاد نے یہ حال دیکھ کر بیت المال کے ساتھ صبرۃ بن یشمان کے گھر پناہ لی۔ وہیں کی مسجد میں نمازِ جمعہ پڑھنے لگے۔ اور وہیں کے لوگوں سے ایک لشکر بنایا۔ آخر لوگوں کو بھڑکا کر ابن الحضرمی سے لوگوں کو علیحٰدہ کر دیا۔ پھر اس کے لشکر کا زیاد کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ دو دن تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار ابن الحضرمی ہار گیا، اور بعض نے فریب دے کر اس کو مار ڈالا۔ (ابن خلدون)

علی ابن ابی طالب کی شہادت کے بعد زیاد نے امیر معاویہ سے صلح کر لی، اور امیر معویہ نے تالیف قلوب کے لئے اپنے نسب میں اسے شامل کر لیا۔ لیکن شیعانِ علی اس نسب سے انکار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اس کا بھائی ابو بکرہ بن سمیہ بھی منکر تھا۔ اس کے بعد ایک بار زیاد نے ایک خط حضرت عائشہ کو تحریر کیا جس کے سرنامہ میں من زیاد بن ابی سفیان لکھا، تاکہ ام المومنین بھی اس کو ابو سفیان کا بیٹا مان لیں، لیکن انہوں نے جواب میں عن عائشہ ام المومنین الیٰ ابنہا زیاد لکھا۔

زیاد نے صلح معویہ اور استلحاق نسب کے بعد کوفہ میں قیام کیا۔ اگرچہ یہ کوفہ کی گورنری کا متمنی تھا، لیکن امیر معاویہ نے حرث بن عبداللہ الازدی کو معزول کر کے بصرہ کی گورنری پر زیاد کو مامور کیا، اور اسی کے ساتھ اس

صوبہ میں خراسان و سجستان بھی شامل کر دیا۔ بعد از چندے سندھ بحرین و عمان کے صوبہ جات بھی ملحق کر دیئے گئے۔ زیاد نے بصرہ میں پہونچ کر ایک مشہور خطبہ دیا، جو خطبۂ بتراء کے نام سے موسوم ہے۔ کیونکہ اس میں حمد و ثنا کو ترک کر دیا گیا تھا۔ اس نے شہر میں امن قایم کرنے کے لئے پولیس کا سخت انتظام کر دیا، اور جو کوئی شخص رات کو باہر نکلتا تھا، اس کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ اس کا یہاں تک اثر ہوا کہ جہاں کہیں کسی کی کوئی چیز گر جاتی وہیں پڑی رہتی تھی، حتیٰ کہ اس کا مالک اٹھا کر لے جاتا۔ اس کے زمانے میں پولیس کی تعداد چار ہزار تک پہونچ گئی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسلام میں سب سے اول زیاد نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ اس کے آگے لوگ آلات حرب لے کر چلتے تھے۔ اسی نے جاں نثاروں کا ایک دستہ مقرر کیا تھا، اور پانسو آدمی ہر وقت مسجد کے دروازے پر موجود رہتے تھے۔ مغیرہ بن شعبہ کے مرنے پر ۵۱ سنہ ھ میں امیر معویہ نے کوفہ کا صوبہ بھی زیاد کے سپرد کر دیا۔ اور زیاد بصرہ میں سمرہ بن جندب کو اپنا نائب مقرر کر کے کوفہ پہونچ گیا۔ اور بہت سختی کے ساتھ حکومت کرتا رہا۔

تاریخ کامل کے علاوہ ابن خلدون کا بھی بیان ہے کہ اس کے بعد امیر معویہ نے ولی عہدی یزید کے متعلق مشورے کے لئے زیاد بن سمیہ کو خط لکھا۔ زیاد نے عبید بن کعب النمیری کو بلا کر اس سے امیر معویہ کے مشورے

کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ یزید کے مزاج میں نرمی اور سبکی ہے۔ اسی کے ساتھ اس کو شکار کا بھی شوق ہے۔ اس لئے تم امیر المومنین سے ملو اور ان سے یزید کے عادات و خصائل بیان کر کے ان سے کہو کہ وہ ابھی اس معاملہ میں توقف کریں کیونکہ کسی امر میں عجلت کر کے اس کو فوت کر دینے سے بہتر ہے کہ اسے تاخیر کے ساتھ حاصل کیا جائے۔ عبید نے زیاد سے کہا کہ آپ امیر المومنین کو ان کے بیٹے سے بد ظن نہ کیجئے بلکہ مناسب یہ ہے کہ میں یزید سے مل کر ان باتوں کا ذکر کروں، اور اسے مشورہ دوں کہ وہ اِن باتوں کو ترک کر دے تاکہ امیر کی خواہش بلا چون و چرا پوری ہو سکے۔

زیاد نے اس رائے کو پسند کیا، اور اس کے بعد عبید یزید کے پاس پہونچا، اور اس سے تمام واقعہ بیان کیا۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ وہ اپنی بہت سی باتوں سے باز آ گیا۔ مزید براں زیاد نے عبید کو امیر معویہ کے نام ایک خط دیا تھا، کہ وہ اس امر میں عجلت سے کام نہ لیں۔ چنانچہ انہوں نے اس رائے کو پسند کیا۔

تاریخ طبری میں ہے کہ جب زیاد کے اس مشورے کی خبر یزید کو لگی تو اس نے زیاد کو شکایت لکھی جس کا زیاد نے جواب دیا کہ میں تم سے زیادہ کسی کو امیر معویہ کے بعد اہل و مستحق نہیں سمجھتا، لیکن میں نے تمہاری

موجودہ حالت کا خیال کر کے کچھ دن انتظار کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ اس سے مخالفت مقصود نہیں۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس لہو و لعب اور شکار کو کم کرو۔ اس پر یزید نے جواب میں لکھا " بہت اچھا۔ آپ دیکھیں گے کہ میرا شکار کتنے لہویات کا شکار کرتا ہے۔

ماہِ رمضان ۵۳ھ میں زیاد کے بائیں ہاتھ میں ایک دانہ نکلا جس کے صدمے سے وہ مر گیا، اور کوفہ میں مقام توسہ کے قریب دفن کیا گیا۔ وہ ہمیشہ قمیص پہنتا تھا، اور وہ بھی پیوند دار (ابن خلدون)

اسی زیاد کا بیٹا عبیداللہ تھا جو ۳۲ھ میں پیدا ہوا۔ اس کی ماں کا نام مرجانہ تھا۔ تاریخ کامل میں ہے کہ ۵۴ھ میں امیر معویہ نے اس کو حاکم خراسان بنایا، اور اس کے بعد ۵۵ھ میں امیر معویہ ہی نے عبیداللہ ابن عمر بن غیلان کو معزول کر کے اس کا تقرر بصرہ میں کیا۔ بصرہ آتے ہوئے ابن زیاد نے خراسان میں اپنا جانشین اسلم بن زرعۃ الکلابی کو بنایا تھا۔

تاریخ ابن خلدون کا بیان ہے کہ زیاد کے مرنے پر اس کا بیٹا عبیداللہ امیر معویہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت اس کی عمر ۲۵ سال کی تھی۔ امیر معاویہ نے دریافت کیا " تیرا باپ دونوں شہروں (کوفہ و بصرہ) پر کس کو مامور کر گیا؟" عبیداللہ کو جو علم تھا اس کو اس نے عرض کر دیا۔

امیر معویہ نے کہا "اگر تجھے تیرا باپ مامور و مقرر کر جاتا تو میں بھی تجھ کو بحال رکھتا۔" عبید اللہ نے عرض کی "میں آپ کو اللہ تعالےٰ کی قسم دِلاتا ہوں۔ مبادا آپ کے بعد کوئی یہ کہے کہ اگر تیرا باپ اور تیرا چچا (معویہ) تجھے گورنری دے جاتا تو میں بھی بحال رکھتا۔" امیر معاویہ یہ سن کر ہنس پڑے اور اس کو خراسان کا والی کر دیا۔ روانگی کے وقت اس کو چند وصیتیں کیں منجملہ ان کے یہ تھیں:

"اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہنا، اور اس کے خوف پر کسی چیز کو غالب نہ کرنا۔ کیونکہ اس سے ڈرنے کے منافع کثیر ہیں۔ اپنی عزّت بچائے رکھنا اس کو خراب نہ کر ڈالنا۔ اگر کسی سے عہد و پیمان کرنا تو اسے پورا کرنا۔ تھوڑی چیز (دنیا) کے عوض بڑی چیز (عقبیٰ) کو نہ فروخت کرنا۔ جب کسی امر کا ارادہ کرنا تو اُسے زبان سے نہ نکالنا۔ کیونکہ زبان سے بات نکال کر تم اُسے واپس نہ لے سکو گے۔ جب دشمنوں سے لڑائی کی نوبت آئے تو اپنے بڑوں کو ذمہ دار بنانا۔ اور کتاب اللہ پر بیعت لینا۔ غیر مستحق اور نا اہل کو کسی امر کی امید نہ دلانا۔ اور حق دار کو اس کے حق سے محروم نہ کرنا۔"

عبید اللہ ابن زیاد امیر معویہ سے رخصت ہو کر اوائل ۵۴ھ میں خراسان کی طرف روانہ ہوا۔ نہر عبور کر کے جبال بخارا کی جانب لشکر لئے ہوئے بڑھا۔ راہ میں نسف اور بیکند کو بزور شمشیر فتح کیا۔ ترکوں سے معرکے

آرائی ہوئی۔ متعدد بار لڑائی کے بعد ترک بھاگ کھڑے ہوئے۔ ترکوں کے بادشاہ کی بیگم خاتون کو گرفتار کر کے دو لاکھ درہم پر فروخت کر دیا۔ یہ دو برس تک خراسان کی گورنری پر رہا۔ ۵۵ھ میں امیر معویہ نے بصرہ کی گورنری بھی اس کے سپرد کر دی۔ اس نے اپنی طرف سے خراسان کا والی اسلم بن زرعة الکلابی کو بنایا اور خود راہی بصرہ ہوا۔

جب ۶۰ھ میں امام حسین کے مقابلہ کے لئے ایک مناسب شخصیت کی ضرورت ہوئی تو یزید نے اپنے غلام سرحون سے اس کے متعلق مشورہ کیا۔ سرحون نے امیر معویہ کی وصیت یزید کے سامنے پیش کی اور کہا کہ امیر معویہ کی رائے تھی کہ ایسے وقت میں کوفہ کی حکومت ابن زیاد کے سپرد کی جائے، (کامل بتائید تہذیب التہذیب وطبری) چنانچہ اسی وقت یزید نے ابن زیاد کو کوفہ کی گورنری پر بھیجنے کے لئے حکم کے طور پر لکھا:

اما بعد فانہ کتب الیّ شیعتی من اھل الکوفة یخبروننی ابن عقیل بالکوفة یجمع الجموع لتشق عصا المسلمین۔ فسر حین تقرء۔

(ترجمہ) میرے پاس میرے شیعوں نے جو کوفہ کے رہنے والے ہیں لکھا ہے کہ ابن عقیل کوفہ میں جتھے جمع کر کے مسلمانوں کی موجودہ بنی بنائی باتوں کو بگاڑنا چاہتے ہیں، لہٰذا تم خط پڑھتے ہی وہاں جاؤ۔

تہذیب التہذیب میں یہ بھی ہے کہ یزید نے ابن زیاد کو لکھا یعطب ان یطلب مسلم بن عقیل و یقتلہ ان وجدہ (مسلم بن عقیل کو ڈھونڈو، اور پا جاؤ تو قتل کردو) الاصابہ میں ہے فان ظفر بہ فتقتلہ (کامیاب ہونے پر اُسے قتل کردو) چنانچہ یہ حکم ابن زیاد کے پاس مسلم بن عمرو الباہلی لے کر گیا تھا (کامل وابو مخنف)

اسی زمانہ میں جب امام حسین کا ایک قاصد اہل بصرہ کے نام ایک خط لایا تو ابن زیاد نے اس کی گردن ماردی (کامل)، اس کے بعد عبید اللہ ابن زیاد نے اہل بصرہ کے روبرو تقریر کی کہ "قسم بخدا۔ میری طبیعت کو سختی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور میں معمولی اور بے حقیقت چیزوں سے نہیں ڈرا کرتا۔ جو مجھ سے دشمنی کرتا ہے میں اس کے لئے عذاب و عقوبت ہو جاتا ہوں، اور جو مجھ سے جنگ نہیں کرتا اس کے لئے میں امن و صلاح ہوں۔ مگر لات کا بھوت بات سے نہیں بھاگتا۔ اے بصرہ والو! امیر المومنین نے مجھے والی کوفہ بنا دیا ہے۔ میں کل صبح وہاں روانہ ہو جاؤں گا، اور اپنے بھائی عثمان ابن زیاد کو اپنی جگہ پر مقرر کر جاؤں گا۔ خبردار آپس میں مخالفت نہ کرنا اور فتنہ و فساد کی بے سروپا خبریں نہ اڑانا۔ خدا کی قسم، اگر تم میں سے کسی کے متعلق اس قسم کی کوئی بات میں نے سنی تو میں نہ صرف اس کو بلکہ اس کے شناساؤں کو بھی تلوار کے گھاٹ اتار دوں گا۔ جب تک کوئی مخالف یا

آزار رساں شخص باقی رہے گا۔ میں قریبی رشتہ داروں کو دور کے رشتہ داروں کے بدلے پکڑوں گا۔ یہاں تک کہ تم سیدھے ہو جاؤ۔ دیکھو میں زیاد کا بیٹا ہوں۔ میں بالکل اپنے باپ کے مشابہ ہوں اور یہی مشابہت مجھے اپنے ابن عم (یزید) کے ساتھ حاصل ہے (کامل)

اس کے بعد ابن زیاد نے اپنے بھائی کو اپنا جانشین بنایا (کامل و ابو مخنف)، اورنیٹل بیوگرفیکل ڈکشنری میں ہے کہ ابن زیاد ۶۰ھ مطابق ۶۷۹ء میں حاکم کوفہ ہوا۔ اس زمانہ میں نعمان بن بشیر کوفہ کا حاکم تھا، جس سے ابن زیاد نے حکومت کا جائزہ لیا اور دوسرے روز منبر پر چڑھ کر تقریر کی:

"امیر المومنین نے مجھے تمہارے شہر، تمہاری سرحد اور تمہارے محاصل کا والی بنایا ہے کہ تمہارے غلام کے ساتھ انصاف اور تمہارے محروم پر عطا کروں، اور تم میں سے جو مطیع و فرماں بردار ہیں ان سے نیکی، اور جو شک کرنے والے اور نافرمان ہوں ان پر سختی کروں۔ میں تم میں امیر المومنین کے حکم کی پیروی اور اس کے عہد کو نافذ کرنے آیا ہوں۔ میں تمہارے نیک افراد کے لئے باپ اور مطیع اشخاص کے لئے توام بھائی کی طرح ہوں۔ مگر جس نے میرے حکم سے روگردانی اور میرے عہد کی مخالفت کی، اس کی سرزنش کے لئے میری تلوار اور میرا تازیانہ بالکل تیار ہے۔ اس

لئے ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ اب اپنے اوپر رحم کرے (کامل)

تقریر کے بعد ابن زیاد نے وہاں کے مشاہیر اور بڑے بڑے لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ اپنے پاس سکونت رکھنے والے اس قسم کے لوگوں کے نام لکھ کر دیں (۱) باہر کے لوگ (۲) امیر المومنین کے مطلوب اشخاص (۳) اہل شک اور مخالفین (۴) جماعت حروریہ کے خوارج۔ اس نے کہا کہ جو شخص ایسے لوگوں کے نام مجھے لکھ کر دے گا۔ اس نے گویا کہ اپنی ذمہ داری اتار دی۔ لیکن جو شخص ایسے اشخاص کے نام نہ لکھائے، اُسے چاہیئے کہ وہ اس کی ضمانت دے کہ اس کے شناساؤں میں سے نہ تو کوئی اس کی مخالفت کرے گا، اور نہ اس کے مقابلہ میں بغاوت کرے گا۔

ابن زیاد نے اس کے بعد ان سے کہا کہ جو اشخاص ان دو باتوں میں سے ایک بھی نہ کریں گے، ان کی ذمہ داری ہم پر نہیں، اور ہمارے لئے ان کا خون اور ان کا مال دونوں حلال ہیں۔ اس صورت میں اگر تم میں کسی شخص کے شناساؤں میں ایک شخص بھی ایسا کرتے پکڑا گیا، جو امیر المومنین کے باغیوں میں سے ہے تو اسے اسی کے دروازے پر پھانسی دی جائے گی، اور اس کے متعلقین کے وظائف موقوف کر کے انہیں علاقہ عمان کے مقام زبارہ بھیج دیا جائے گا (کامل طبری)

ابن زیاد نے منبر سے اُتر کر قبائل عرب میں منادی کرادی کہ اس سے

پہلے کہ شام کے لوگ آئیں، اور تم لوگوں کو قتل اور تمہارے حرم کی توہین کریں تم یزید کی بیعت کر لو (ابو مخنف) اسی زمانہ میں امام حسین کی طرف سے قیس بن مسہر الصیداوی اور عبد اللہ ابن یقطر کو بھیجا گیا جنہیں اس نے قتل کرا دیا (کامل)

جب حضرت مسلم کوفہ پہونچے اور ان کی ہر دلعزیزی کی اطلاع ابن زیاد کے کانوں میں پہونچی تو اس نے اپنے ایک غلام کو تین ہزار درہم دے کر مسلم بن عقیل اور ان کے اصحاب کو تلاش کرنے کے لئے ہدایت کی کہ وہ ان سے ملے، اور انہیں ساری رقم دے کر اپنے آپ کو ان کا حامی ظاہر کرے تاکہ وہ دھوکے میں آکر اپنے حالات سے باخبر کر دیں چنانچہ اس غلام نے ایسا ہی کیا۔ اور وہ مسلم بن عوسجہ کے ذریعہ مسلم بن عقیل تک پہونچا، اور برابر آمد و رفت کرتا اور ان کے اسرار معلوم کر کے ابن زیاد کو پہونچاتا رہا، (کامل) چونکہ حضرت مسلم ہانی کے ہاں مقیم تھے، اس لئے ابن زیاد نے انہیں بلا کر اول تو قید کیا، اور پھر قتل کر دیا۔ (کامل)

جس زمانہ میں حضرت مسلم ہانی کے یہاں مہمان تھے، شریک بن الاعور جو ہانی کے یہاں مقیم تھے بیمار ہوئے اور ان کی عیادت کے لئے ابن زیاد نے پیغام بھیجا تو شریک نے مسلم سے کہا کہ جب ابن زیاد عیادت کے لئے آئے تو تم چھپ رہنا، اور جب وہ یہاں آکر بیٹھ جائے تو موقع پاکر

قتل کر دینا لیکن مسلم نے وقت پر ایسا نہ کیا، اور ابن زیاد کے چلے جانے پر جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے حضرت علی کی زبانی رسول اللہ کی حدیث یاد آگئی کہ ایک مومن دوسرے مومن کو دغا سے قتل نہیں کرتا (کامل)

اس کے چند روز بعد حضرت مسلم نے اپنے آدمیوں کے ساتھ ابن زیاد کے قصر کا محاصرہ کیا۔ عبید اللہ ابن زیاد کو اس وقت مصیبت کا سامنا تھا۔ اس کے ہمراہ اس وقت قصر میں صرف چند اہل شرطہ اور ۲۰ آدمی اشراف شہر، اہل بیت اور موالی میں سے رہ گئے تھے۔ اشراف کوفہ نے ابن زیاد کے پاس چور دروازوں سے آنا شروع کیا اور باہر لوگ ابن زیاد کو گالیاں دے رہے تھے (کامل)

اس وقت ابن زیاد نے شہر کی ناکہ بندی کرا دی تاکہ کوئی شخص حضرت مسلم کی مدد کو نہ پہونچ سکے، اور اس کے بعد اس نے کثیر بن شہاب الحارثی کو بلا کر حکم دیا کہ قبیلہ مذحج کے مطیع و فرماں بردار لوگوں کے ساتھ باہر جائے اور لوگوں کو خوف زدہ کر کے تلقین کرے کہ وہ ابن عقیل سے علیحدگی اختیار کر لیں۔ پھر محمد بن الاشعث کو حکم دیا کہ وہ اہل کندہ اور حضر موت کے مطیعین کو لیکر نکلے اور جو لوگ اس کے پاس آتے جائیں ان کے لئے امان کا جھنڈا لے کر کھڑا ہو جائے۔ اور اسی قسم کی باتیں قعقاع ابن شور الذہلی۔ شبث

بن ربعی التیمی، حجار بن ابجر العجلی اور شمر بن ذی الجوشن الضبابی سے بھی کہیں اور بڑے بڑے سرداروں کو محض انس گیری کے خیال سے اپنے پاس رہنے دیا۔ کیونکہ اس کے پاس آدمیوں کی قلت تھی۔ چنانچہ جب ان لوگوں نے ابن زیاد کی ہدایت پر عمل کیا تو وہ فوراً منتشر ہو گئے (کامل)

اس وقت ابن زیاد نے لوگوں کے ساتھ نماز ادا کی، اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا: "ابنِ عقیل ایک سفلہ اور جاہل شخص ہے اور تم نے دیکھا کہ اس کی وجہ سے کتنا افتراق و انتشار رونما ہوا۔ اس لئے اگر ہم نے اس کو کسی کے گھر میں پایا تو اچھا نہ ہوگا، اور جو کوئی اس کو پکڑ کر لائے گا، اُس کو خون بہا کی رقم دی جائے گی۔"

اس کے بعد اس نے اہل کوفہ کو اطاعت و فرماں برداری کے متعلق نصیحتیں کیں اور حصین بن نمیر التیمی کو جو شرطہ بھی تھا حکم دیا کہ "وہ راستوں کو روک کر مکانوں کی تلاشی لے۔" یہ کہہ کر ابنِ زیاد قصر کے اندر چلا گیا۔ اور عمرو بن حریث کو لوگوں پر مقرر کر گیا۔ دوسرے روز اسی طرح پھر اس نے لوگوں کا اجتماع کیا (کامل)

بہر حال بہت جلد مسلم تنہا رہ گئے، اور جب وہ ایک بڑھیا طوعہ کے گھر سے گرفتار ہو کر ابن زیاد کے روبرو پیش کئے گئے، تو اس نے ابن عقیل کو مخاطب کر کے کہا:

"اے ابن عقیل! تمام لوگ ایک مرکز پر جمع تھے اور ان میں اتفاق تھا لیکن تم نے آ کر ان میں نفاق و تفرقہ ڈال دیا"۔

مسلم نے کہا "ہرگز نہیں۔ یہاں کے رہنے والوں کا خیال تھا کہ تمہارے باپ نے ان کے بہترین آدمیوں کو قتل کیا۔ ان میں خونریزی کی اور ان پر قیصر و کسریٰ کی سی حکومت کی۔ اس وجہ سے ہم یہاں آئے تھے تاکہ ہم لوگوں میں عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کریں، اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ کی طرف بلائیں"۔

ابن زیاد نے کہا "اے فاسق! تو اور یہ کام؟ کیا ان لوگوں پر اس قسم کی حکومت نہیں ہو رہی تھی جب کہ تو مدینہ میں شرابیں لنڈھایا کرتا تھا"۔

مسلم نے کہا "خدا کی قسم! میں شراب نہیں پیتا، اور تم کو بھی اپنے جھوٹ بولنے کا یقین ہوگا۔ شراب وہ پیتا ہے جو صرف غصہ و عداوت کی بنا پر ان جانوں کو قتل کرتا ہے جن کا قتل اس نے حرام کیا ہے۔ اور جو لہو و لعب میں اس طرح مشغول رہتا ہے کہ گویا اس نے کچھ کیا ہی نہیں"۔

ابن زیاد نے کہا "خدا مجھے قتل کرے، اگر میں تجھ کو اس طرح نہ قتل کروں جس طرح اسلام میں کبھی نہ ہوا ہو"۔

مسلم نے کہا "ہاں۔ تم ہی اسلام میں سب سے بڑی بدعت کر سکتے ہو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم مجھے بری طرح قتل کرو گے، اور سچ تو یہ ہے کہ تم

سے زیادہ ایسی باتیں کر ہی کون سکتا ہے"۔

اس پر ابن زیاد نے حضرت مسلم، حضرت علی اور عقیل کو گالیاں دیں، لیکن مسلم نے اس کے بعد اس سے بات نہ کی (کامل)، پھر ابن زیاد نے حکم دیا کہ مسلم کو قصر کے اوپر لے جا کر نیچے پھینک دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا (کامل)

قتل مسلم کے بعد کوفہ کے ایک بہت بڑے معزز خاندان کے فرد مختار بن ابی عبید الثقفی کو ابن زیاد نے قید کر دیا، اور اسی زمانہ میں یزید نے ابن زیاد کو مندرجۂ ذیل خط لکھا:

قد بلغنی ان اهل الکوفة قد کتبوا الی الحسین فی القدوم علیهم وانه قد خرج من مکة متوجها نحوهم وقد بلی به بلادک من بین البلدان وایامک بین الایام فان قتلته ولا رجعت الی نسب ابیک عبید (یعقوبی)

(ترجمہ) مجھے معلوم ہوا ہے کہ اہل کوفہ نے حسین کو خط لکھ کر اپنے پاس بلایا ہے چنانچہ وہ اس طرف چل پڑے ہیں، اور تیرے شہر اور تیری حدود حکومت میں قدرت نے انہیں پہنچا دیا ہے۔ اس لئے تو انہیں قتل کر دے اور اپنے باپ زیاد کا خیال نہ کر۔ خبردار! وہ بچنے نہ پائیں۔

اس کے بعد ابن زیاد کو علم ہوا کہ امام حسین کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے

ہیں، تو اس نے حر بن یزید الریاحی کو امام حسین کو روکنے کے لئے روانہ کیا،
اور اس کے بعد اس کے نام ایک خط بھی قاصد کے ذریعہ روانہ کیا، جس میں
لکھتا تھا۔

"میرا خط جس وقت تم کو ملے، اور جب میرا قاصد تمہارے پاس پہونچے
اسی وقت تم حسین پر سختیاں شروع کر دو۔ انہیں صرف کھلے میدان میں اترنے
کی جگہ دو، جہاں نہ تو کوئی روک ہو اور نہ پانی۔ میں نے اپنے قاصد کو حکم
دے دیا ہے کہ وہ اپنے سامنے میرے حکم کی تعمیل کرا کے مجھے اطلاع دے گا۔"

اخبار الطوال کا بیان ہے کہ ابن زیاد نے سوید بن عبدالرحمٰن منقری
کو کچھ سواروں کے ساتھ کوفہ میں متعین کیا تھا، اور حکم دیا تھا کہ جو شخص حسین کے
ساتھ جنگ کرنے کو ناپسند کرے اس کو گرفتار کرکے اس کے پاس بھیج دیا جائے
تمام مستند تاریخوں کا اتفاق ہے کہ یزید کے لشکر کا سپہ سالار عمرو بن
سعد بن ابی وقاص الزہری ابو حفص مدنی تھا۔ ابن خلدون کا بیان ہے کہ
ابن زیاد نے عمرو سعد کو ایک روز پہلے سپہ سالار مقرر کرکے دیلم کی سرکوبی کے
لئے دستبی روانہ ہونے کا حکم دیا تھا۔ اور ملک رے کی گورنری کی سند عطا کر دی
تھی، لیکن یہ ابھی مقام حمام اعین میں خیمہ زن تھا کہ حسین ابن علی کا واقعہ پیش
آ گیا۔ اور ابن زیاد نے اسے بلا کر امام حسین کے مقابلہ پر جانے کا حکم دیا۔ عمر سعد
نے انکار کیا جس پر ابن زیاد نے کہا کہ اگر تم حسین کے مقابلے پر نہیں جاتے تو

رے کی گورنری کی سند واپس کردو۔

کتاب الاستیعاب میں ہے کہ ابن زیاد نے عمر سعد سے وعدہ کیا تھا کہ اگر اس نے حسین پر کامیابی حاصل کی، اور انہیں قتل کردیا، تو اسے رے کا والی بنا دیا جائے گا۔ لیکن الطبقات الکبیر اور تہذیب التہذیب میں ہے کہ ابن زیاد نے عمر وسعد کو رے وہمدان کا والی بنا دیا تھا لیکن جب حسین ابن علی عراق پہونچے تو اس نے عمر وسعد کو چار ہزار کا لشکر لے کر حسین کے مقابلہ میں روانہ ہونے کا حکم دیا۔ لیکن جب عمر وسعد نے ایسا کرنے سے انکار کیا، تو اس نے کہا کہ اگر تو ایسا نہ کرے گا تو میں تجھے تیرے عہدے سے معزول کردوں گا اور تیرے گھر کو ڈھا دوں گا۔

مقاتل الطالبین نے بھی کم وبیش مندرجۂ بالا بیان کی تائید کی ہے۔ صرف یہ فقرہ نہیں ہے کہ تیرے گھر کو ڈھا دوں گا۔ مقتل ابی مخنف کا بیان گو نہ مختلف ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ ابن زیاد نے اپنے لشکر کو بلا کر کہا تھا کہ جو شخص سرِ حسین لائے گا، اس کو دس سال کے لئے رے کی حکومت دے دی جائے گی

الطبقات الکبیر میں ہے کہ ابن زیاد نے عمر وسعد کو حکم دیا تھا کہ اگر وہ (حسین) میرے پاس آئیں اور میرے ہاتھ پر بیعت کرلیں تو خیر، ورنہ ان سے مقابلہ کر۔ لیکن عمر وسعد نے کربلا پہونچتے ہی صلح کی کوشش شروع کردی، اور امام حسین سے گفتگو کر کے اس نے ابن زیاد کو صورتِ حال کی طرف

اشارہ کرکے راضی کرنا چاہا۔ لیکن ابن زیاد نے جواب دیا کہ تم حسین کے سامنے یہ سوال پیش کرو کہ وہ اور ان کے تمام اصحاب یزید بن معویہ کی بیعت کرلیں جب وہ ایسا کر چلیں گے تو ہم رائے قایم کریں گے (اخبار الطول)

تہذیب التہذیب میں ہے کہ ابن زیاد نے عمرو سعد کو جواب دیا کہ میری نظروں میں اُن کی کوئی حرمت نہیں جب تک کہ وہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر نہ رکھ دیں۔اس کے بعد خولی کی چغل خوری پر ابن زیاد نے عمرو سعد کو لکھا:

اما بعد۔ یا ابن سعد! قد بلغنی انک تخرج فی کل لیلۃ ویبسط بساطاً وتدعو الحسین تتحدث معہ حتی یمضی من اللیل شطرہ فان قرءت کتابی فمرہ ان ینزل علی حکمی۔ فان اطاع والا امنعہ من شرب الماء فانی حللتہ علی الیہود والنصاریٰ وحرمتہ علیہ وعلیٰ اھل بیتہ (ابو مخنف)

(ترجمہ) اے عمرو سعد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو ہر رات کو نکل کر فرش بچھاتا ہے اور حسینؑ کو بلا کر صبح تک باتیں کرتا ہے۔ پس جب تو میرا خط پڑھے تو انہیں حکم دے کہ وہ میرے حکم پر چلیں۔ اگر وہ اطاعت کریں تو خیر ورنہ انہیں پانی پینے سے روک دے۔ میں نے یہود و نصاریٰ پر اسے حلال اور ان پر اور ان کے اہل بیت پر حرام کیا۔

ایک بار عمر و سعد کے ایک مصالحانہ خط سے ابن زیاد عارضی طور پر متاثر بھی ہوا تھا۔ لیکن شمر کی افتراق پسندی نے اسے عمر و سعد سے بدگمان کر دیا، اور آخر کار اس نے ایک خط میں عمر و سعد کو لکھا:۔

اما بعد فانی لم ابعثک الی الحسین لتکف عنہ ولا لتطاولہ ولا تمنیہ السلامۃ والبقاء ولا لتقعد لہ عندی شافعاً۔ انظر۔ فان نزل حسین واصحابہ علی الحکم واستسلموا فابعث بہم الیّ سلما وان ابوا فازحف الیہم حتی تقتلہم وتمثل بہم فانہم لذالک مستحقون۔ فان قتل حسین اوطی الخیل صدرہ وظہرہ فانہ عاق مشاق قاطع ظلوم ولیس دہری فی ہذا ان یضر بعد الموت شیئاً ولکن علی قول لو قد قتلتہ فعلت ہذا بہ۔ ان انت مضیت لامرنا فیہ جزیناک جزاء السامع المطیع وان ابیت فاعتزل عملنا وجندنا وخل بین شمر ذی الجوشن وبین العسکر فانا قد امرنا بامرنا۔

(ترجمہ) میں نے تجھے حسین کی طرف اس لئے نہ بھیجا تھا کہ تو ان کے ساتھ مراعات کرے یا ان کے ساتھ معاملات کو طول دے یا ان کو زندگی کی امیدیں بندھائے یا میرے پاس ان کی سفارش کرنے بیٹھے۔ دیکھ، اگر

حسین اور ان کے اصحاب میرے حکم کے روبرو سرِ تسلیم خم کر دیں اور اپنے آپ کو میرے رحم و کرم کے حوالہ کر دیں تو انہیں خاموشی کے ساتھ میرے پاس بھیج دے اور اگر انکار کریں تو ان کے اوپر حملہ کر دے۔ یہاں تک کہ انہیں قتل کر ڈال، اور ان کے اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ کیونکہ وہ لوگ اس کے سزاوار ہیں۔ جب حسین قتل ہو جائیں تو ان کے سینہ و پشت کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کر۔ کیونکہ وہ سلطنت کے باغی، مخالف و حریف اور ظالم ہیں، میرا مقصد یہ نہیں کہ اس سے موت کے بعد انہیں کوئی نقصان پہونچے گا۔ لیکن میں یہ زبان سے کہہ چکا ہوں کہ اگر حسین کو قتل کروں گا تو ان کے ساتھ یہ سلوک کروں گا۔ اگر تو نے ان احکام کی تعمیل کی تو تجھے اس کا معاوضہ ملے گا، جو ایک فرماں بردار و وفادار کو ملنا چاہئے۔ اور اگر تجھ کو یہ منظور نہ ہو تو لشکر کی سرداری سے علیحدہ ہو جا، اور اسے شمر کے سپرد کر دے۔ جس کو ہم نے پورے طور پر ہدایتیں کر دی ہیں۔ (کامل والارشاد)

صلح کی یہ کوشش ناکام ثابت ہونے کے بعد، محرم الحرام سنہ ۶۱ھ مطابق ۷ راکتوبر سنہ ۶۸۰ء کو ابن زیاد کی طرف سے ایک قاصد آیا اور اس نے عمر سعد کو یہ خط دیا:-

واما بعد فحل بین الحسین وبین الماء ولا یذوقوا منہ قطرۃ کما صنع بالتقی الزکی المظلوم امیر المومنین عثمان (طبری)

(ترجمہ) حسین اور ان کے اصحاب کے سامنے پانی کی طرف سدِّ راہ ہو جاؤ، اور ان کو ایک قطرہ چکھنے کو بھی نہ ملنے پائے جس طرح تقی زکی مظلوم امیر المومنین عثمان کے ساتھ سلوک کیا گیا (طبری)

واقعۂ کربلا کے بموجب سرہائے شہدا کو ابن زیاد کے سامنے لایا گیا تو اس نے حکم دیا کہ سرِ حسین کو نیزہ پر بلند کر کے شہر میں پھرایا جائے (طبری وکامل) اور جب دربار میں سر لائے گئے تو اس نے ایک سونے کا طشت منگوا کر اس میں سرِ حسین رکھا۔ اور ایک چھڑی جو اس کے ہاتھ میں تھی لب و دندان حسین پر مارنے لگا (اخبار الطوال وابن خلدون ۔ ابو الفدا۔ کامل ۔ اخبار الاول ۔ الارشاد ۔ تاریخ الخلفاء ۔ ابن عساکر ۔ طبقات ابن سعد) اس حرکت پر انس بن مالک نے ٹوکا (جواہر العقدین وخواص الامہ) بعض نے زید بن ارقم کا نام لکھا ہے ۔ صحیح بخاری اور ترمذی میں خود انس بن مالک سے اس واقعہ کی تصدیق میں روایت کی گئی ہے اور ترمذی میں اس کو حدیث حسن[51] صحیح[52] غریب[53] لکھا ہے ۔

---

[51] اس لقب سے وہ حدیثیں ملقب ہوتی ہیں جن کے تمام راوی اوصاف حمیدہ میں اول قسم کی حدیث کے راویوں کی کوئی ہمسری نہ کر سکتے ہوں لیکن بایں ہمہ پرہیزگاری اور علم ثقاہت کے ساتھ متصف ہوں اور اس حدیث کی اصلیت بھی غیر مشتبہ ہو۔ اس قسم کی بے شمار حدیثیں ہیں جن سے معتبر کتب احادیث بھری پڑی ہیں ۔

[52] اس نام سے وہ حدیث موسوم ہوتی ہے جس کے تمام راوی اول سے آخر تک

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

اس کے بعد ابن زیاد کی نظر علی ابن الحسین پر پڑی جو بیمار تھے۔ ابن زیاد نے ان سے نام پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ علی ابن الحسین۔ ابن زیاد نے تعجب سے کہا کہ کیا اللہ تعالٰے نے علی ابن الحسین کو قتل نہیں کر ڈالا؟ آپ نے فرمایا کہ میرے ایک بھائی کا نام بھی علی تھا۔ لوگوں نے انہیں مار ڈالا۔ ابن زیاد نے کہا کہ لوگوں نے نہیں، خدا نے مارا ہے۔ اس پر امام زین العابدین نے یہ آیت پڑھی اللہ یتوفی الانفس حین موتھا وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ۔ (ترجمہ) خدا ہی موت کے وقت جان لیتا ہے۔ کوئی بھی بغیر اس کے اذن کے نہیں مار سکتا۔ اس کے بعد ابن زیاد نے انہیں قتل کر ڈالنا چاہا، لیکن حضرت زینب بے قرار ہو کر ان کے ساتھ مرنے کو تیار ہو گئیں اور ابن زیاد ایسا کرنے سے باز رہا (طبری و کامل)

بعد ازاں ابن زیاد نے تمام اہل کوفہ کو مسجد جامع میں جمع ہونے کا حکم دیا، چنانچہ مسجد ہجوم سے بھر گئی۔ اس وقت عبید اللہ ابن زیاد نے منبر پر جا کر کہا:

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) ہیکتے دیندار اور متقی اشخاص ہوں اور کبھی کسی قسم کی برائی کے ساتھ متہم نہ ہوئے ہوں، اور صدق مقال کے واسطے مشہور اور سب لوگوں کے نزدیک مسلم ہوں مگر ایسی حدیثیں نہایت قلیل ہیں۔

۳ یہ لقب ان حدیثوں کا ہے جن کے راویوں میں سے کسی نے بجز ایک آدھ کے اور کوئی حدیث نہ نقل کی ہو۔

الحمد لله الذی اظہر الحق واہلہ ونصر المومنین یزید بن معٰویہ وحزبہ وقتل الکذاب ابن الکذاب الحسین بن علی وشیعتہ (طبری)۔۔ (ترجمہ) اس خدا کی تعریف ہے جس نے حق اور اس کے اہل کو ظاہر کیا، اور امیر المومنین یزید بن معٰویہ اور اس کے لشکر کی نصرت کی، اور اس نے کذاب ابن کذاب حسین ابن علی اور ان کے شیعوں کو قتل کیا۔

تاریخ کامل میں ہے کہ شہادت حسین کے بعد واپس آ نے پر عمر و سعد سے ابن زیاد نے وہ خط واپس مانگا جو اس نے قتل حسین کے لئے اس کو لکھا تھا۔ لیکن اس نے شدید اصرار کے بعد بھی وہ خط واپس نہ دیا۔ اس گفتگو کے وقت اس کا بھائی عثمان بن زیاد موجود تھا۔ ہشام سے روایت کی گئی ہے کہ ابن زیاد نے یہ واقعہ خود بیان کیا ہے (طبری)

تاریخ کامل میں ہے کہ جب امام حسین کا سر یزید کے پاس پہونچا، تو ابن زیاد کا حال اس کے یہاں بہت اچھا ہو گیا۔ ابن زیاد کی عزت بڑھ گئی۔ اس پر انعام و اکرام کی بارش ہوئی اور جو کچھ اس نے کیا اس پر یزید خوش ہوا۔

صواعق محرقہ میں ہے کہ ابن زیاد کی طرف سے یزید کو بظاہر نفرت تھی، لیکن باطن میں وہ اس سے بہت خوش اور راضی تھا۔ چنانچہ جب وہ دمشق میں آیا تو یزید نے اس کی تعظیم و تکریم اور رفع مقام میں بہت زیادتی کی یہاں تک کہ حرم میں عورتوں کے سامنے بلا لیا۔ اسی قسم کا خیال جواہر العقدین نے بھی ظاہر کیا

ہے۔ لیکن پھر بھی ابن زیاد یزید سے بعد میں خوش نہ تھا چنانچہ تاریخ کامل میں ہے کہ جس وقت ابن زیاد نے سر حسین کو یزید کے پاس بھیجا تو خیال تھا کہ خراسان کی حکومت اسے مل جائے گی لیکن وہ اس کے بجائے سالم ابن زیاد کو دے دی گئی۔ عبید اللہ کو اس سے رنج ہوا اور اسی کے ساتھ وہ قتل حسین پر نادم ہوا۔ وہ کہتا تھا کہ کاش! میں حسین کو اسی طرح رکھتا تاکہ یزید کو ہماری حاجت رہتی، اور وہ ہماری عزت کرتا رہتا۔

ابن زیاد کی یزید سے خفگی کی تائید طبری نے بھی کی ہے، اور تاریخ کامل کا بیان ہے کہ جب یزید نے مدینہ کے تدارک کے لئے ابن زیاد کو لکھا، تو اس نے یہ پیغام پڑھ کر کہا "خدا کی قسم! میں اس فاسق (یزید) کے لئے قتل حسین کے گناہ میں مدینہ پر چڑھائی کے گناہ کا اضافہ نہ کروں گا"۔

اور غالباً یہی وجہ ہوئی کہ ابن زیاد نے مروان بن حکم کے حصول خلافت کی کوششوں میں مدد کی، اور اسی کی کوششوں سے ۶۴ھ میں مروان معویہ بن یزید کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔

اخبار الطوال میں ہے کہ جب یزید کے مرنے کی اطلاع ابن زیاد کو پہونچی، اور عراق میں بغاوت پھیلی تو ابن زیاد بصری سے فرار ہوا۔ اس وقت اس نے قبیلہ بنی یشکر میں سے ایک شخص کو راستہ بتانے کے لئے اپنے ساتھ لیا۔ راہ میں ایک جگہ دیر تک ناقہ پر سر جھکائے بیٹھا رہا۔ ہمراہی نے پوچھا "کیا

آپ کچھ سوچ رہے ہیں؟" جواب دیا "ہاں۔ میں ایک معاملہ پر غور کر رہا ہوں"
یشکری نے کہا "میں جانتا ہوں کہ آپ کیا سوچ رہے ہیں۔" ابن زیاد کے
دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ "آپ حسین ابن علی کے قتل پر نادم ہیں۔" ابن
زیاد نے کہا کہ "انہوں نے سلطانِ وقت کی مخالفت کی تھی اور سلطانِ وقت
نے مجھے لکھا، اور مجھ کو ان کے قتل کا حکم دیا تھا۔ تو یہ غلطی اگر تھی تو اس کی
ذمہ داری یزید ہی پر ہے مجھ پر نہیں۔

جب سلیمان بن صرد کی سرکردگی میں گروہ توابین نے مروانی حکومت
سے جنگ کی تو مروان نے ابن زیاد ہی کی سرداری میں سلیمان کے مقابلہ
میں فوج بھیجی تھی اور وعدہ کیا تھا کہ اگر اس نے اس بغاوت کو فرو کر دیا، تو
اسے عراق کا گورنر بنا دیا جائے گا۔ چنانچہ اس نے سلیمان سے جنگ کی اور
انہیں شہید کر دیا۔

جب مختار ثقفی قید سے رہا ہوئے تو انہوں نے ابراہیم بن اشتر کے
تعاون سے قاتلانِ حسین سے انتقام لینے کا عہد کیا، اور کوفہ میں بزورِ
قوت حکومت قائم کر کے چن چن کے قاتلانِ حسین کو قتل کیا۔ صورتِ محرقہ کا
بیان ہے کہ ابن زیاد یزید کی خبرِ مرگ سن کر بھاگ چکا تھا جسے ۳۰ ہزار کی
فوج لے کر دمشق سے مختار کے مقابلہ کو روانہ کیا گیا۔ مختار نے ابراہیم کو چند
ہزار سپاہیوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے بھیجا۔ فرات کے کنارے دونوں

لشکروں میں مقابلہ ہوا، اور فوج شام کو شکست ہوئی۔ اسی میں بمقام موصل ابن زیاد ابراہیم ابن مالک اشتر کے ہاتھوں مقتول ہوا۔ اور مختار ابن زیاد کا سر کوفہ کے محل کے اس مقام پر لے گیا جہاں ابن زیاد نے حسین کا سر لٹکایا تھا۔

صواعق محرقہ کا بیان ہے کہ یہ واقعہ عاشورا ۶۵ھ کا ہے کہ ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر قلم کر کے مختار کے روبرو بھیجے گئے اور ان سروں کو اس جگہ لٹکایا گیا جہاں اس سے پہلے سر حسین نصب کیا گیا تھا۔

عبیداللہ ابن زیاد سے سنن ابی داؤد میں روایت کی گئی ہے۔ ابن ابی برزۃ اسلمی کی حدیث میں اس کا ذکر ہے۔ ابو سبرۃ حسن بصری اور ابو ایلمیح نے اس سے روایت کی ہے۔ خود اس نے سعد بن ابی وقاص، امیر معویہ، معقل بن یسار اور براور بنی حجبرہ ابن امیہ سے روایت کی ہے۔ اسماء الرجال بخاری میں ہے کہ اس کا صحیح بخاری میں ذکر ہے۔

maablib.com

۲۔ عمرو بن سعد بن ابی وقاص

واقعۂ کربلا میں عبید اللہ ابن زیاد کے بعد عمرو بن سعد بن ابی وقاص الزہری ابو حفص مدنی کا نام بہت بڑی اہمیت کا مالک ہے۔

یہ آنحضرتؐ کے خاص صحابی سعد بن ابی وقاص کا بیٹا تھا۔ سعد پانچ واسطوں سے آنحضرتؐ کے شجرۂ نسب سے کلاب پر مل جاتے ہیں۔ ان کا تعلق قبیلہ بنی زہرہ سے تھا۔ یہی وہ قبیلہ تھا جس میں آنحضرت کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ پیدا ہوئیں۔ سعد کا شمار عشرہ مبشرہ میں کیا جاتا ہے۔ اور یہ اس مجلس شوریٰ کے ایک رکن تھے جس کو حضرت عمر نے اپنا جانشین منتخب کرنے کے لئے نامزد کیا تھا۔ یہ حضرت ابو بکر کی تعلیم سے ۱۹ سال کی عمر میں اسلام لائے اور اُحد و بدر کے غزوات میں کارِ نمایاں انجام دیئے۔ حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں انہیں کی سرکردگی میں جنگ قادسیہ میں کامیابی ہوئی۔ اس کے بعد انہوں نے بابل و مدائن کو بھی فتح کیا۔ کوفہ کی بنیاد پڑنے کے بعد یہیں آکر بس گئے، اور ۵۵ھ میں انتقال فرمایا۔ ان سے ۲۱۵ احادیث نبوی صحیح بخاری وغیرہ میں مروی ہیں۔

عمر و سعد کی پیدائش حضرت عمر کی وفات کے دن یعنی ۳۰ ذی الحجہ ۲۳ھ میں ہوئی اور وہ اپنے باپ سعد بن ابی وقاص کے ساتھ کوفہ میں سکونت پذیر ہوا، اور آخر دم تک وہیں مقیم رہا۔

اس کا نام تاریخوں میں اس وقت سے آتا ہے جب کہ مسلم بن عقیل امام حسین کے حکم سے کوفہ میں آئے اور مسلمانوں میں اتنے ہر دلعزیز ہوئے کہ حاکم کوفہ کو لینے کے دینے ہی نہیں بلکہ جان کے لالے پڑ گئے۔ اس وقت کامل ابن اثیر اور مقتل ابی مخنف کے بیانات کے بموجب عمر و سعد نے بھی عبد اللہ ابن مسلم اور عمارہ بن ولید کی طرح یزید کو صورت حال کی اطلاع دیتے ہوئے اس زمانے کے حاکم کوفہ نعمان بن بشیر پر کمزوری کا الزام لگایا تھا، اور لکھا تھا کہ اگر آپ کو کوفہ کی ضرورت ہے تو اس کے لئے کسی ایسے مضبوط شخص کو بھیجے جو آپ کے حکم کی پیروی کرا سکے۔ اور آپ کے دشمن کے ساتھ آپ ہی کی حکمت عملی کے ساتھ سلوک کرے۔

اس کے بعد کے واقعات سے پایا جاتا ہے کہ وہ مسلم بن عقیل کے خلاف سرگرمیوں میں عبید اللہ ابن زیاد کا شریک تھا۔ چنانچہ ابن اثیر الجزری نے اپنی تاریخ الکامل میں بیان کیا ہے کہ جب مسلم بن عقیل گرفتار ہو چکے اور ابن زیاد نے ان کے قتل کا ارادہ مصمم کر لیا، تو اس وقت موقع پر عمر و سعد موجود تھا اور حضرت مسلم نے اس کو اپنی قرابت یاد دلا کر اس سے بات کرنا چاہی، اور

اجازت ملنے پر انہوں نے عمر و سعد کو بعض وصیتیں کیں جن میں ایک یہ بھی تھی کہ امام حسین کے پاس کسی کو بھیج دینا جو انہیں راستے سے واپس کر دے۔ چنانچہ عمر و سعد نے امام حسین کو صورت حال سے مطلع کر دیا۔ اخبار الطوال کا بیان ہے کہ اس خط کا لے جانے والا قاصد منزل زبالہ پر امام حسین سے ملا، اور عمر و سعد کا خط انہیں پہونچا دیا۔

ابن خلدون کا بیان ہے کہ ابن زیاد نے واقعۂ کربلا کے موقع پر، ایک روز پہلے عمر و سعد کو سپہ سالار مقرر کر کے دیلم[1] کی سرکوبی کے لئے دستبیٰ[2] کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا تھا، اور ملک رے[3] کی گورنری کی سند اسے عطا کر دی تھی یہ ابھی مقام حمام اعین میں خیمہ زن اور روانہ ہونے کو تھا کہ حسین ابن علی کا واقعہ پیش آ گیا، اور ابن زیاد نے اسے بلا کر امام حسین کے مقابلہ پر جانے کا حکم دیا۔ عمر و سعد نے انکار کیا۔ جس پر ابن زیاد نے رے کی گورنری کی سند واپس مانگی۔ اس وقت عمر و سعد نے گھبرا کر اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ایک روز کی مہلت طلب کی، اور اس کے بعد اپنے دوستوں اور مشیروں سے مشورہ کیا۔ سب نے حسین کے مقابلہ پر جانے سے روکا۔

---

[1] ایک قبیلہ کا نام جس نے دستبیٰ پر قبضہ کر لیا تھا اور اس طرح ملک عجم میں بغاوت ہو گئی تھی ۱۲۔ [2] بحر اخضر کے جنوب، طبرستان کے مشرق، جزیرہ کے مغرب اور ہمدان کے شمال میں واقع ہے ۱۲۔ [3] ایران و طبرستان کی سرحد پر واقع ہے ۱۲۔

عمر سعد رات بھر اپنے بستر پر پڑا سوچتا رہا، اور صبح کو ذیل کے اشعار پڑھتا ہوا ابن زیاد کے پاس گیا ۔

أأترک ملک الری والری رغبتی
ام ارجع مذموماً بقتل حسین
فی قتلہ النار التی لیس دونہا
حجاب وملک الری قرۃ العین

(ابن خلدون)

کیا میں ملک رے کو چھوڑ دوں حالانکہ مجھے رے کی خواہش ہے یا حسین کو قتل کرکے بُرا بن جاؤں۔ اگرچہ ان کے قتل سے دوزخ میں جاؤں گا جس سے کوئی بھی روکنے والا نہیں اور ملک رے میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

ابو مخنف نے اپنے مقتل میں اس موقع کے مندرجہ ذیل اشعار لکھے ہیں ۔

فواللہ لا ادری وانی لحائر
افکر فی امری علی خطرین
أأترک ملک الری والری منیتی
ام اصبح ماثوماً بقتل حسین
الا انما الدنیا بخیر معجل
وما عاقل باع الوجود بدین
یقولون ان اللہ خالق جنۃ
ونار وتعذیب وغل یدین
فان صدقوا فیما یقولون اننی

بخدا میری سمجھ میں نہیں آتا اور میں حیران ہوں میں اپنی نسبت دو عظیم باتوں پر فکر کر رہا ہوں کیا ملک رے کو چھوڑ دوں حالانکہ رے میری تمنا ہے یا میں حسین کو قتل کرکے ہمیشہ کے لئے گنہگار بن جاؤں۔ یاد رہے کہ دنیا نقد راحت کا نام ہے اور کون عاقل ہے جو نقد کو ادھار کے عوض میں بیچ دے۔ لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے کوئی جنت خلق کی ہے اور آتش وعذاب اور ہاتھوں کی زنجیریں۔ اچھا اگر یہ لوگ ان باتوں کے کہنے

maablib.com

اتوب الی الرحمان من سنین — میں پیچھے ہیں تو میں ان گناہوں سے دو چار ہی
وان کذبوا اخذ مابدنیا عظیمۃ — سال میں توبہ کرلوں گا، اور اگر لوگ جھوٹے ہیں
وملک عظیم دائم الحجائن — پھر تو ہم ایک عظیم دنیا اور ایک ایسے ملک کو حاصل
(مقتل) — کرنے میں کامیاب ہو گئے جس کی نعمتیں باقی رہنے والی ہیں

کتاب الاستیعاب میں ہے کہ ابن زیاد نے عمر وسعد سے وعدہ کیا تھا، کہ اگر اس نے حسین پر کامیابی حاصل کی اور انہیں قتل کر دیا تو اسے رے کا والی بنا دیا جائے گا۔ لیکن الطبقات الکبیر اور تہذیب التہذیب میں ہے، کہ ابن زیاد نے عمر وسعد کو رے و ہمدان کا حاکم بنا دیا تھا لیکن جب حسین ابن علی عراق پہونچے تو عمر وسعد کو چار ہزار کا لشکر دے کر حسین کے مقابلہ میں روانہ ہونے کا حکم دیا۔ جب عمر وسعد نے ایسا کرنے سے انکار کیا تو اس نے کہا کہ اگر تو ایسا نہ کرے گا تو میں تجھے تیرے عہدے سے معزول کروں گا، اور تیرے گھر کو ڈھا دوں گا۔ اس دھمکی سے مرعوب ہو کر وہ امام حسین کے مقابلہ کے لئے آمادہ ہو گیا۔

مقاتل الطالبین نے بھی کم وبیش مندرجہ بالا بیانات کی تائید کی ہے۔ لیکن ابو مخنف کا بیان گونہ مختلف ہے۔ اس کے مقتل میں لکھا ہے کہ ابن زیاد نے اپنے لشکریوں کو بلا کر کہا تھا کہ جو شخص سر حسین لائے گا، اس کو دس سال کے لئے ملک رے دے دیا جائے گا۔ اس پر عمر وسعد تیار ہو گیا۔

لیکن جب وہ اپنے گھر آیا، تو اس کے پاس مہاجرین وانصار کی اولاد آئی اور انہوں نے کہا کہ "اے عمر وسعد! کیا تو حسین کے مقابلہ کو جائے گا حالانکہ تیرا باپ چھٹا شخص ہے جو اسلام لایا تھا اور وہ بیعت رضوان میں شریک تھا" لیکن عمر وسعد اپنے ارادے سے باز نہ آیا کیونکہ اسے حکومت رے کی فکر تھی۔ بہر حال وہ سپہ سالاری قبول کر کے کربلا پہونچ گیا۔

الطبقات الکبیر میں ہے کہ ابن زیاد نے عمر وسعد کو حکم دیا تھا کہ "ان هو خرج الیّ وضع یده فی یدی والا مقاتله" (اگر وہ (حسین) میرے پاس آئیں اور میرے ہاتھ پر بیعت کرلیں تو خیر ورنہ ان سے مقاتلہ کر)

طبری اور اخبار الطوال کے بیانات سے پایا جاتا ہے کہ عمر وسعد کو آخر مرتبہ پھر ضمیر کی چٹکیوں نے چونکایا، اور اس نے ابن زیاد سے معذرت کے طور پر کہا "آپ مجھے دلیتی کے حدود کی طرف جانے کے لئے مامور کر چکے ہیں۔ لوگوں کو اس کا علم بھی ہو گیا ہے، اور میرے فوج والوں نے بھی وہیں جانے کی تیاری کی ہے۔ بہتر ہے کہ آپ مجھے اُدھر ہی روانہ کر دیجئے۔ اور حسین ابن علی کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے کسی اور کو اشراف اہل کوفہ میں سے جو کسی طرح شخصیت وشہرت اور فن سپہ گری میں مجھ سے کم نہیں ہیں روانہ کر دیجئے۔" عمر وسعد نے سرداران کوفہ میں سے بعض اشخاص کے نام بھی لئے۔ اس پر ابن زیاد برہم ہو گیا اور اس نے کہا کہ "تم کو سرداران کوفہ

کے نام شمار کرانے کی ضرورت نہیں۔ اگر مجھے کسی اور کو بھیجنا ہے تو تم سے مشورہ لے کر نہ بھیجوں گا۔ تم تو اپنی کہو۔ اگر تم کو نہیں جانا ہے تو ہمارا پروانہ حکومت رے واپس کردو" عمر و سعد نے جب کسی طرح بھی چھٹکارا نہ پایا، تو اقرار کرلیا کہ اچھا۔ میں ہی جاؤں گا۔

ابن خلدون کا بیان ہے کہ عمرو سعد کو چار ہزار کی فوج دے کر دیلم کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا گیا تھا، اور یہی وہ تعداد تھی جو اس کے ساتھ کربلا گئی تھی۔ ابو مخنف کے قول سے عمرو سعد کے تحت شبث[1] بن ربعی۔ عروہ[2]

---

[1] میزان الاعتدال میں ہے کہ شبث رسول مقبول کا صحبت یافتہ تھا۔ وہ حذیفہ اور علی سے روایت کرتا تھا۔ اور اس سے امام محمد بن کعب قرظی اور سلیمان تیمی نے روایت کی ہے۔ اس سے سنن ابی داؤد اور سنن نسائی میں روایت کی گئی ہے۔ تقریب و تہذیب میں ہے کہ وہ قاتلانِ عثمان میں شامل تھا۔ پھر اصحاب علی میں ہوگیا۔ اس کے بعد خارجی ہوا۔ پھر توبہ کی۔ اور اس کے بعد قتلِ حسین میں شامل ہوا۔ عجلی کا قول ہے کہ یہ پہلا شخص ہے جس نے قاتلانِ حسین کی اعانت کی اور یہ ایک بدترین شخص تھا۔ ۱۲۔

[2] عروہ بن قیس احمسی کے متعلق طبقات ابن سعد میں ہے کہ وہ خالد بن ولید سے روایت کرتا ہے۔ ان کے ساتھ شام کی لڑائیوں میں رہا ہے۔ ابو وائل تابعی اس سے روایت کرتے ہیں۔ ۱۲۔

بن قیس اور سنان[1] بن انس النخعی سردارانِ لشکر تھے اور الارشاد اور مروج الذہب کا بیان ہے کہ یزیدی لشکر کے میمنہ پر عمرو[2] بن الحجاج الزبیدی میسرہ پر شمر بن ذی الجوشن، سواروں پر عروہ بن قیس اور پیادوں پر شبث بن ربعی تھے، اور لشکر کا علمبردار عمر و سعد کا غلام زید تھا۔

ابن خلدون میں ہے کہ عمر و سعد نے اہل مدینہ پر عبد اللہ ابن الزبیر الازدی کو، ربیعہ و کندہ قبائل پر قیس[3] بن الاشث کو، مذحج و اسد پر عبد[4] الرحمٰن

---

[1] یہ شریک القاضی کا جد تھا

[2] علامہ ابن حجر الاصابہ میں فرماتے ہیں کہ یہ صحابی رسول تھا۔

[3] یہ محمد بن الاشعث کا بھائی تھا جو طبقات ابن سعد کے قول کے مطابق اُم فردہ بنت ابی قحافہ کا بیٹا تھا۔

[4] اس کے متعلق الاصابہ میں ہے کہ ابو سبرۃ کا نام یزید بن مالک الجعفی ہے۔ یہی خیثمہ کے باپ تھے۔ ان کا شمار اہل کوفہ میں ہے۔ ابن حبان نے کہا ہے کہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلعم کے صحبت یافتہ تھے۔ احمد اور ابن حبان نے صحیح میں بطریق ابو اسحاق خیثمہ سے روایت کی ہے وہ اپنے باپ عبد الرحمٰن سے روایت کرتا ہے کہ میں اپنے باپ کے ہمراہ خدمتِ رسول میں گیا۔ حضرت نے پوچھا تمہارے لڑکے کا کیا نام ہے؟ عرض کی۔ اس کا نام عزیز ہے۔ فرمایا۔ اس کا نام عزیز نہ رکھو بلکہ عبد الرحمٰن رکھو۔ الاستیعاب سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ۱۲

بن سبرۃ الجعفی کو، اور تمیم و ہمدان پر حُر بن یزید الریاحی کو مقرر کیا تھا، اور طبری و کامل میں بھی ہے کہ اہل مدینہ پر عبداللہ ابن الزبیر الازدی اور مذحج واسد پر عبدالرحمٰن بن سبرۃ سردار تھے۔

عمر سعد کے ساتھ لشکر میں حصین[1] بن نمیر التمیمی، روح[2] بن زنباع، سمرۃ[3]

---

[1] جامع اصول میں ہے کہ یہ کوفی الاصل تھا جو بصرہ میں ساکن ہو گیا تھا۔ یہ رواۃ حدیث میں سے ہے۔ المعارف میں ہے کہ اس نے صدقے کی کھجوروں پر حملہ بولا اور انہیں چرا لیا۔ میزان الاعتدال میں ہے کہ اس سے اس کے بیٹے یزید نے روایت کی ہے اور سنن ابی داؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں روایت کی گئی ہے۔

[2] الاستیعاب میں احمد بن زہیر کا قول نقل کیا گیا ہے کہ قبیلہ جذام سے جن لوگوں نے حضرت رسولِ خدا سے روایت کی ہے ان میں روح بن زنباع بھی تھا مسلم بن حجاج نے کتاب الاسماء والکنیٰ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ صحابی تھے۔ ابو جعفر عقیل نے بھی ان کا تذکرہ صحابہ کے ذیل میں کیا ہے عبدالملک بن مروان کہا کرتا تھا کہ روح بن زنباع کی ذات میں اہل شام کی اطاعت، اہل عراق کی چالاکی و عیاری اور اہل حجاز کا تفقہ جمع ہے۔ ۱۲

[3] الاصابہ میں ابن حجر عسقلانی نے سمرہ بن جندب کے بارے میں لکھا ہے کہ حسن بصری اور ابن سیرین اس کے ثنا خواں تھے۔ ابن سیرین کا مقولہ تھا کہ سمرہ کے اس مکتوب میں علم کثیر ہے جو اس نے اپنے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بن جندب، نذؒ بن عبدالرحمٰن، عبدالرحمٰن بن انبری الخزاعی، عمارہ

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) بیٹوں کو لکھا تھا۔ سمرہ سے ابو رجا، عطاردی، شعبی، ابن ابی لیلیٰ، مطرف بن الشخیر، عبداللہ ابن سلیمان وغیرہم نے روایت کی ہے۔ انہیں کے بارے میں حافظ ابن عبدالبر کی کتاب الاستیعاب میں ہے کہ محمد بن سیرین لکھتے ہیں کہ جہاں تک مجھے علم ہے سمرہ بڑا امانت دار اور روایت حدیث میں سچا تھا اور اسلام و مسلمین کو دوست رکھتا تھا۔ سمرہ کا شمار ان صحابہ میں ہے جو احادیث کو یاد رکھنے والے تھے اور آنحضرت سے بکثرت روایت کرتے تھے۔ طبری میں ہے کہ محمد بن سلیم ناقل ہیں کہ میں نے محمد بن سیرین سے پوچھا کہ کیا سمرہ نے بھی کسی کو قتل کیا ہے۔ اس نے کہا کہ کیا ان کے مقتولین کا شمار کیا جا سکتا ہے۔ زیاد سمرہ کو اپنا قائم مقام بنا کے بصرہ سے کوفہ گیا۔ زیاد کی واپسی تک سمرہ نے آٹھ ہزار آدمی قتل کئے۔ کسی نے اس سے کہا کہ تو ڈرتا نہیں تو اس نے کہا کہ میں اس سے دوگنے بھی قتل کرتا تو نہ ڈرتا۔ ابو سوادعبری ناقل ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت سمرہ نے اُن ۴۷ آدمیوں کو قتل کیا۔ جنہوں نے قرآن مجید کو جمع کیا تھا علامہ ابن ابی الحدید کی شرح نہج البلاغہ میں ہے کہ سمرہ بن جندب کربلا کے واقعہ تک زندہ تھا۔ احمد بن بشیر نے مسعر بن کدام سے روایت کی ہے کہ جب امام حسین کوفہ روانہ ہوئے ہیں تو اس وقت سمرہ بن جندب ابن زیاد کی فوج کا افسر بنا دیا گیا تھا۔ یہ لوگوں کو قتل حسین کے لئے ابھارتا تھا۔ بخاری میں اس سے ۱۲۳ حدیثیں مروی ہیں ۱۲۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بن عتبہ، حجار[9] بن ابجر، محمد[10] بن الاشعث، حمید[11] بن مسلم الازدی، زبرقان[12]
بن اسلم، کثیر[13] بن شہاب، جابر[14] بن عبد اللہ، ابو سعید[15] بن سہل بن سعد، زید[16] بن
ارقم، انس[17] بن مالک اور ابو سعید[18] خدری بھی تھے۔

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) ؎۱ ذرعہ بن عبد الرحمن کوفی کے متعلق تہذیب
التہذیب میں ہے کہ اس نے عبد اللہ ابن زبیر اور عبد اللہ ابن عباس سے روایت
کی ہے اور ابو داؤد نے اس سے صرف ایک حدیث لی ہے۔

؎۲ تقریب میں ہے کہ عبد الرحمن بن ابزی الخزاعی صحابی رسول تھے۔ رجال
الصحیحین میں ہے کہ اس سے بخاری اور مسلم میں روایت کی گئی ہے۔ اخبار الطوال میں
ہے کہ یہ مختار کے سامنے لایا گیا کیونکہ وہ قتل حسین میں شریک تھا۔ مختار نے کہا کہ
کیا تو قاتلان حسین میں ہے؟ جواب دیا نہیں بلکہ میں موجود تھا مقاتلہ نہیں کیا۔

؎۳ طبری میں ہے کہ یہ صحابی تھا۔

؎۴ الاصابہ میں ہے کہ وہ سرور انبیاء کا صحبت یافتہ تھا۔

؎۵ طبقات ابن سعد میں ہے کہ اس کی ماں ام فروہ بنت ابی قحافہ تھیں، اور
اس کی کنیت ابو القاسم تھی۔ ام المومنین حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا
تھا اور حضرت عمر اور حضرت عثمان سے روایت کرتا تھا۔

؎۶ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ حمید بن مسلم نے واثلہ بن الاسقع
صحابی کو دیکھا تھا۔ سعید بن ابی ایوب اس سے روایت (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بہر حال عمر و سعد نے کربلا پہونچتے ہی معاملہ کو روبہ اصلاح لانے کی کوشش کی۔ چنانچہ کثیر بن شہاب کو بلا کر حسین کے پاس بھیجا، لیکن وہ اس کام کو نہ کر سکا تو خذیمہ کو حسین کے پاس بھیجا گیا (ابو مخنف) لیکن اخبار الطوال کا بیان ہے کہ عمر و سعد نے قرہ بن قیس حنظلی کو حسین کے پاس بھیجا، وہ گیا اور واپس آکر عمر و سعد کو امام حسین کا پیغام پہونچا دیا جو بہت ہی معقول تھا، اس لئے عمر و سعد نے پڑھنے کے بعد مندرجہ ذیل خط ابن زیاد کو لکھا:

فاما بعد فانی حیث نزلت بالحسین بعثت الیہ رسولی فسألہ عما اقدمہ ماذا یطلب ویسئل۔ فقال کتب الیّ اھل ھذہ البلاد واتتنی رسلھم فسئلونی القدوم ففعلت فاما اذ کرھونی فبدا لھم غیر ما اتتنی بہ رسلھم فانا منصرف عنھم (اخبار الطوال)

(ترجمہ) میں نے یہاں پہونچتے ہی اپنا نمائندہ حسین کے پاس بھیجا

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) کرنے میں منفرد ہے۔ ۱۲

ے اسد الغابہ میں ہے کہ یہ صحابی رسول تھا۔ ۱۲

ے طبقات ابن سعد میں ہے کہ یہ کوفہ میں مذحج کا سردار تھا حضرت عمر سے روایت کرتا تھا معاویہ ابن ابی سفیان نے اس کو رے کا حاکم مقرر کیا تھا۔ ۱۲

ے تا ۱۳ے اصحاب رسول تھے۔ ۱۲

اور دریافت کیا کہ وہ کیوں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔ کیا مطالبہ رکھتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ان شہروں کے لوگوں نے مجھ کو لکھا تھا، اور میرے پاس ان کے قاصد گئے تھے، اور مجھے یہاں آنے کی دعوت دی تھی۔ لیکن جب وہ میرا آنا پسند نہیں کرتے اور ان کے خیالات میں تبدیلی ہو گئی ہے تو میں جہاں سے آیا ہوں ادھر ہی واپس جاؤں گا۔ لیکن اس کے جواب میں ابن زیاد نے بیعت پر اصرار کیا اور زور دیا۔ جس کو پڑھ کر عمرو سعد نے کہا "اب میں سمجھ گیا، کہ ابن زیاد امن کا خواہاں نہیں"

تاریخ کامل کا بیان ہے کہ اس کے بعد امام حسین اور ابن سعد تین مرتبہ ملے۔ مقتل ابی مخنف میں ہے کہ اس کے بعد عمرو سعد روزانہ رات کو اپنے لشکر سے نکل کر آیا کرتا تھا اور فرش بچھا کر حسین سے صبح تک باتیں کرتا رہتا تھا۔

خولی کی نگاہوں میں یہ ملاقاتیں کھٹکیں اور اس نے ابن زیاد سے چغلی کھائی جس پر ابن زیاد نے عمرو سعد کو ایک تہدیدی خط لکھا، اور اس کے جواب میں عمرو سعد نے سارے واقعہ کی اطلاع دی۔ امام حسین کے مطالبات لکھے اور اپنی رائے بیان کر دی کہ ان مطالبات کو پورا کرنے کے لئے آپ کو راضی ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ مسلمانوں کی اسی میں بہتری ہے۔ اس نے آخر میں لکھا: ان اللہ قد اطفاء النائرۃ وجمع الکلمۃ

واصلح امر الامتہ۔ (ترجمہ) خدا کا شکر ہے کہ اس نے آگ بجھا دی۔ شیرازہ جمع کر دیا اور امر امت کو درست کر دیا۔

اس رقعہ کا وقتی طور پر ابن زیاد پر اثر ہوا۔ لیکن اس وقت شمر نے بھانجی ماری، اور عمر و سعد پر الزام لگایا کہ وہ حسین سے مل گیا ہے۔ اس پر ابن زیاد نے عمر و سعد کو قتل حسین کے لئے تاکید کی، اور بصورت دیگر حکم دیا کہ وہ لشکر کی کمان شمر کے حوالہ کر دے۔

جب یہ خط لے کر شمر ابن سعد کے پاس گیا تو عمر و سعد واقعہ کی تہ تک پہونچ گیا۔ اس نے کہا "ارے تو نے کیا کیا۔ خدا تجھ کو سمجھے۔ خدا تجھے غارت کرے اور برا کرے اس پیغام کا جو تو میرے پاس لایا ہے۔ خدا کی قسم۔ میرا خیال ہے کہ تو نے ہی ابن زیاد کو میرے مشورے کو قبول کرنے سے باز رکھا تو نے بگاڑ دیا ایک ایسی بات کو جس کے بن جانے کی مجھے امید تھی۔ خدا کی قسم۔ حسین اپنے آپ کو ابن زیاد کے حوالہ نہ کریں گے۔ وہ اپنے سینہ میں غیور دل رکھتے ہیں"!

شمر نے کہا "ان باتوں کو جانے دو۔ تم تو یہ بتاؤ کہ کرنا کیا چاہتے ہو، حکم کی تعمیل کر کے دشمن سے جنگ کرو گے یا لشکر کی سرداری میرے حوالہ کرو گے؟" شمر کے اس کہنے پر عمر و سعد نے کہا "نہیں۔ میں ہی اس خدمت کو انجام دوں گا (کامل و طبری)۔

لیکن عمرو سعد نے ایسا مجبور ہو کر کیا۔ کیونکہ وہ اپنے اقتدار کو ختم ہوتے ہوئے نہ دیکھ سکتا تھا۔ لیکن وہ دل میں حسین ؑ سے ہمدردی رکھتا تھا۔ چنانچہ جب امام حسین لشکر یزید کا مقابلہ کر رہے تھے۔ حضرت زینب خیمہ سے باہر آئیں۔ اس وقت عمرو سعد حضرت زینب کے قریب ہو گیا تھا۔ حضرت زینب نے پکار کر کہا کہ "اے عمرو! کیا ابوعبداللہ تمہاری آنکھوں کے سامنے قتل ہو جائیں گے؟" عمرو سعد نے منہ پھیر لیا، مگر اسی کے ساتھ اس کے رخسار اور ڈاڑھی پر آنسوؤں کی لڑیاں بہنے لگیں (طبری)

اسی طرح قتل حسین کے بعد جب لوٹ کھسوٹ شروع ہوئی، تو امام زین العابدین کو بھی لوگوں نے قتل کرنا چاہا۔ اتنے میں عمرو سعد آ گیا، اور اس نے حکم دیا کہ عورتوں کے خیموں میں کوئی نہ گھسے اور انہیں نہ چھیڑے اور جس نے خیمہ کا کوئی اسباب لوٹا ہو واپس کر دے۔ امام زین العابدین نے یہ سن کر اپنی بیمار آواز میں کہا "خدا تجھے جزائے خیر دے کہ تیری زبان نے ہمیں بچا لیا (کامل۔ طبری۔ یعقوبی)

صلح کی پہلی کوشش ناکام ثابت ہونے پر ابن زیاد کے حکم سے عمرو سعد نے محرم الحرام سنہ ۶۱ھ کی ساتویں تاریخ حجار بن ابجر کو اور شبث بن ربعی کو لشکروں کا سردار بنا کر حکم دیا کہ وہ مشرعۃ الغاضریہ پر پڑاؤ ڈال کر حسین کو پانی سے روک دیں۔ چنانچہ ان دونوں نے حکم کی تعمیل کی (مقتل ابی مخنف)

۹ محرم الحرام کو ابن زیاد کے حکم سے عمر و سعد نے اپنے لشکر کو حرکت دی لیکن امام حسین نے عبادت الٰہی کے لئے ایک شب کی مہلت مانگی اور عمر و ابن سعد نے فوج کو واپس بلا لیا (طبری و یعقوبی)

اس کے بعد اسی روز امام حسین نے اپنی جانب سے عمرو بن قرظہ بن کعب انصاری کو ابن سعد کے پاس بھیجا اور رات میں ملنے کے لئے پیغام دیا۔ چنانچہ رات کو دونوں بیس بیس سواروں کے ساتھ اپنی اپنی لشکر گاہوں سے چلے لیکن نزدیک پہونچ کر انہوں نے اپنے اپنے سپاہیوں کو الگ کر دیا۔ گفتگو ہوئی لیکن ناکام۔ آخرکار دونوں اپنی اپنی لشکر گاہوں کو واپس گئے (کامل۔ الارشاد)

مقاتل الطالبین میں ہے کہ امام حسین نے عمر و سعد سے کہا: ماذا تریدمنی بغیرکم ثلثاً بین تترکونی الحق بیزید او ارجع من حیث جئت او امضی الی بعض الثغور المسلمین فاقیم بہا۔ (ترجمہ) تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ میں تمہارے سامنے تین شرطیں پیش کرتا ہوں کہ یا تو مجھے یزید کے پاس جانے دو۔ یا جس طرح آیا ہوں واپس جانے دو۔ یا میں کسی اسلامی سرحد پر جا کر وہاں مقیم ہو جاؤں۔

ایک بیان ہے کہ عمر و سعد سے امام حسین نے یہ بھی کہا کہ ہم دونوں اپنے لشکروں کو چھوڑ دیں۔ اس پر عمر و سعد نے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ میرا

گھر منہدم کر دیا جائے گا۔ امام حسین نے کہا کہ میں تم کو اس سے اچھا گھر بنوا دوں گا۔ عمر و سعد نے کہا کہ میری زمینیں چھین لی جائیں گی۔ امام حسین نے کہا کہ میں تم کو حجاز کی جائداد میں سے اس سے بہتر املاک دے دوں گا۔ لیکن عمر و سعد نے نہ مانا (کامل۔ الارشاد۔ طبری) اور اس طرح یہ گفتگو بھی ناکامی پر ختم ہوئی۔

دسویں محرم کو نماز فجر کے بعد عمر و سعد اپنی فوج لے کر میدان میں نکلا۔ صف بندی کی اور اسی وقت اس نے اپنی کمان اٹھا کر لشکر حسین کی طرف یہ کہہ کر ایک تیر پھینکا کہ گواہ رہنا۔ سب سے پہلا تیر میں نے چلایا ہے (طبری)

جب مقاتلہ کربلا ختم ہو چکا اور امام حسین بھی شہید ہو گئے تو اس نے بقول ابو مخنف امام حسین کے قتل کے لئے شیث بن ربعی کو بھیجا لیکن اس کا سارا جسم کانپنے لگا اور وہ تلوار پھینک کر بھاگ گیا، اور واپس جا کر ابن سعد سے کہا: ویحک یا بن سعد تریدین ان تکون بریئاً من قتل الحسین واھراق دمہ واکون انا مطالبا بہ۔ معاذ اللہ ان القی اللہ بدمک یا حسین۔ (ترجمہ) اے عمر و سعد تجھ پر وائے ہو۔ تو چاہتا ہے کہ قتل حسین اور ان کے خون بہانے سے تو بری رہے اور میں اس کا مرتکب ہوں۔ اے حسین! خدا آپ کے خون

سے مجھے الگ رکھے"!

پھر سنان بن انس گیا، اور یہ بھی بھاگ کھڑا ہوا۔ آخر کار شمر نے آپ کا سر کاٹا (ابو مخنف)

اس کے بعد عمر و سعد کے حکم سے دس سواروں کو لاشوں کی پامالی کے لئے بھیجا گیا (طبری۔ ابن خلدون) ان سواروں کے نام یہ بتائے جاتے ہیں (۱) عمرو بن اصبح الصیداوی (۲) سالم بن خثیمۃ الجعفی (۳) اجاج بن منقذ العبدی (۴) اسحاق بن غرہ الحضرمی (۵) انفس بن مرید (۶) احکم بن لطفیل العنسی (۷) صالح بن وہب النخعی (۸) ہانی بن شبیث الحضرمی (۹) سعید بن مالک (۱۰) واعظ بن ناعم (مروج الذہب)

۱۱ر محرم الحرام ۶۱ھ کو عمرو سعد نے اپنے کشتوں کو ایک جگہ جمع کیا اور ان پر نماز پڑھ کر دفن کیا (طبری) اس کے بعد اس کے حکم سے امام حسین کی بیویوں، بہنوں، بیٹیوں، کنیزوں اور ان کے ساتھ اور لوگوں کو اونٹوں پر محملوں میں بٹھایا گیا (اخبار الطوال) اور اسی روز قافلہ کوفہ کو روانہ ہو گیا (الارشاد)

تاریخ کامل میں ہے کہ شہادت حسین کے بعد واپسی پر ابن زیاد نے عمر و سعد سے وہ خط واپس مانگا جو اس نے قتل حسین کے لئے عمر و سعد کو لکھا تھا۔ لیکن اس نے شدید اصرار کے باوجود وہ خط واپس

نہ دیا۔ اور کہہ دیا کہ وہ ضایع ہو چکا، اور وہیں چھوٹ گیا۔ اسی تاریخ کا بیان ہے کہ عمر و سعد نے یہ بھی کہا کہ خدا کی قسم مدینہ کی بوڑھیاں اس خط کو پڑھ کر مجھے ضرور معذور سمجھیں گی۔ بخدا اگر میں اپنے باپ سعد بن ابی وقاص کو حسین کے متعلق کوئی نصیحت کرتا تو وہی ہوتی جو میں نے اس کو کی تھی۔

اس کی عمر روز عاشورا ۴۷ سال کی تھی، اور اس کا قتل ۶۵ھ میں ہوا۔ تہذیب میں ہے کہ اس کو اس کے بیٹے حفص کے ساتھ مختار الثقفی نے قتل کیا تھا۔ اسی کتاب میں اس سے روایت کرنے والوں کے بہت سے نام لکھے ہیں، اور اسی تاریخ کا قول ہے کہ اس نے اپنے باپ اور ابو سعید خدری سے روایت کی ہے اور نہایت السئول کا بیان ہے کہ اس سے اس کے بیٹے ابراہیم و اسحاق السبیعی اور قتادہ وغیرہ نے روایت کی ہے۔ عجلی کا قول ہے کہ وہ ثقہ تابعی تھا۔

maablib.com

۳۔ شمر ذی الجوشن الضبابی

اگرچہ معتبر تاریخیں واالطوال، طبری، جواہر العقدین، کامل، نہایت السئول، جامع اصول، المنتخب، اسماء الرجال، مشکوۃ شریف خواص الامہ، المعارف، عمدۃ المطالب، مقاتل الطالبین وغیرہ؟ سنان بن انس النخعی کو قاتل حسین ٹھیراتی ہیں، لیکن مقتل ابی مخنف میں آپ کے قاتل کا نام شمر ذی الجوشن الضبابی لکھا ہے، اور یہ قول اتنا مشہور ہوگیا ہے کہ شمر کا نام زبان زد خاص وعام ہوکر رہ گیا ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس کی زندگی کے وہ واقعات، جو تاریخوں کی مدد سے ہم تک پہونچے ہیں، ناظرین کرام کے روبرو پیش کردیئے جائیں۔

شمر کے باپ کا نام "الجوشن الضبابی" ہے جو کسی زمانہ میں اصحاب علی میں شمار کیا جاتا تھا۔

تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کوفہ میں مسلم بن عقیل کے خلاف

ابن زیاد کی سرگرمیوں میں شمر شریک تھا۔ چنانچہ جب کوفہ میں ابن زیاد کے قصر کو حضرت مسلم کے حامیین نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ تو ابن زیاد نے محمد بن الاشعث۔ قعقاع بن شور الذہلی، شبث بن ربعی التیمی اور حجار بن ابجر کے ساتھ شمر ذی الجوشن سے بھی کہا تھا کہ وہ اپنے قبیلہ کو امان دینے کے لئے جھنڈا لے کر کھڑا ہو جائے۔ چنانچہ یہ تمام لوگ اہل کوفہ کو مسلم کے خلاف بھڑکانے کے لئے باہر آئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام مجمع منتشر ہو گیا (کامل)،

واقعۂ کربلا کے وقت شمر ذی الجوشن لشکر یزید کے میمنہ کا افسر تھا (ابو مخنف)،

جب عمر و سعد نے امام حسین سے مصالحت کے لئے ابن زیاد کو لکھا، اور وہ وقتی طور پر راضی سا ہو گیا۔ اس وقت شمر موقع پر موجود تھا، جس نے ساری بنی بنائی بات بگاڑ دی، اور کہا کہ:

"اب جب کہ وہ آپ کے حدود میں، اور آپ کی سرزمین پر آگئے ہیں۔ آپ ان کی خواہش منظور کئے لیتے ہیں۔ خدا کی قسم۔ اگر آج وہ چلے گئے، اور آپ کے قابو سے باہر ہو گئے، تو یاد رکھئے کہ قوت و عزت ان کا حصہ ہوں گی، اور ضعف و کمزوری آپ کا۔ آپ انہیں ہرگز ایسا موقع

نہ دیجئے۔ یہ آپ کی کمزوری ہوگی۔ بے شک انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو اپنے احباب کے ساتھ آپ کے حوالے کردیں، جس کے بعد ان کو سزا دینا اور معاف کردینا آپ کے اختیار میں ہوگا۔ اور عمر وسعد کا تو ذکر ہی کیا، وہ تو حسین کے ساتھ رات رات بھر دونوں لشکروں کے درمیان بیٹھ کر باتیں کرتا رہتا ہے۔"

شمر کی ان باتوں کا ابن زیاد پر پورا اثر ہوا، اور اس نے عمر وسعد کو ایک تہدیدی جواب میں قتل حسین کا حکم دیا۔ اسی کے ساتھ ہی رقعہ کے اخیر میں لکھا کہ اگر تجھ کو یہ منظور نہ ہو تو لشکر کی سرداری سے علیحدہ ہوجا، اور اسے شمر کے سپرد کردے جس کو ہم نے پورے طور پر ہدایتیں دے دی ہیں۔

چنانچہ یہ رقعہ شمر کے حوالے کرکے ابن زیاد نے اُس سے زبانی کہا کہ عمر وسعد اگر امام حسین کے قتل پر آمادہ ہوجائے تو اس کی ماتحتی میں رہنا، ورنہ سرداری لشکر اس کے ہاتھ سے لے لینا اور سردار لشکر کی حیثیت سے تم خود حسین سے جنگ کرنا، اور عمر وسعد کا سر قلم کر کے میرے پاس بھیج دینا (کامل۔ الارشاد)

شمر اس خط کو لے کر عمر وسعد کے پاس پہونچا، اور اُس نے

سرداری حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن عمر سعد نے اس کی یہ آرزو نہ پوری ہونے دی (کامل وطبری)

دسویں محرم کو عصر کے وقت جب حسین نے حملہ کرکے بہتوں کو تہہ تیغ کیا (یعقوبی) تو شمر نے للکار کر لشکر سے کہا کہ کیا انتظار کر رہے ہو۔ حسین کو قتل کردو (اخبار الطوال) اور وہ خود چھ پیادوں کو اپنے ساتھ لے کر حسین کی طرف بڑھا۔ ان پیادوں کے نام یہ ہیں:

(۱) عبدالرحمٰن الرفعی

(۲) قاسم الجعفی

(۳) صالح بن وہب التیمری

(۴) سنان بن انس النخعی

(۵) خولی بن یزید الاصبحی

(۶) زرعہ بن شریک (طبری)

یہی لوگ تھے جن کے ہاتھوں سے امام حسین نے جام شہادت نوش فرمایا (طبری۔ مروج الذہب۔ مقاتل الطالبین) اور ان کے زخمی ہونے پر سنان بن انس نے آپ کا سر مبارک جسم اطہر سے جدا کرکے شمر کے پاس پہونچایا (مروج الذہب)

طبری میں ہے کہ امام حسین کی شہادت کے بعد شمر نے خیموں کا

رُخ کیا۔ وہاں جا کر جو کچھ تھا غارت کیا، اور عورتوں کے جسم سے کپڑے اور مقنعے تک چھین لئے۔

اس کے بعد شہیدوں کے سروں کو نیزوں پر چڑھایا گیا تو شمر کی سرداری میں قبیلہ ہوازن کے پاس تیرہ سر تھے (کامل)

جب شہیدوں کے سر دربار یزید میں پہونچے، اور بہت جلد شام کے لوگوں کے خیالات میں انقلاب پیدا ہو گیا، تو یزید نے جن لوگوں کے سامنے قتل حسین سے اپنی برئت کی تصدیق کرائی، ان میں ایک شمر ذی الجوشن بھی تھا (ابو مخنف)

علامہ ذہبی اپنی مشہور کتاب میزان الاعتدال میں الاصابہ کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابو بکر عیاش ابو اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ شمر ہم لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور کہتا تھا کہ خدایا میں شریف ہوں مجھے بخش دے۔ میں نے اس سے کہا کہ خدا تجھے کیوں کر بخشے گا، حالانکہ تو نے فرزند رسول کے قتل میں اعانت کی ہے۔ اس نے کہا۔ ہم کیا کرتے ہمارے ان امیروں نے اس کا حکم دیا تھا۔ اگر ہم ان کی مخالفت کرتے تو گدھوں سے بھی بدتر ہوتے۔ میں نے کہا کہ یہ عذر تو بہت برا ہے۔ کیونکہ اطاعت اچھے کاموں میں ہوتی ہے۔

۶۵ھ میں جب مختار ثقفی کی حکومت قایم ہوگئی، تو دیگر قاتلانِ حسین کے ساتھ شمر ذی الجوشن کو بھی قتل کر دیا گیا۔

(صواعق محرقہ)

ابن حجر الاصابہ میں لکھتے ہیں کہ ذی الجوشن الضبابی سے امام ابی داؤد نے بذریعہ اسحاق روایت حدیث کی ہے، اور کہا جاتا ہے کہ اسحاق نے ان سے نہیں، بلکہ انہوں نے ان کی حدیث ان کے بیٹے شمر سے سنی ہے۔

ابن عساکر نے شمر کو تابعی لکھا ہے اور لسان المیزان کا بیان ہے کہ اس نے اپنے باپ ذو الجوشن سے اور اس سے ابو اسحاق السبیعی نے روایت کی ہے۔

مرکز احیاء آثار بر صغیر
maablib.com

دو معرکۃ الآرا کتابیں (زیر طبـ

مولفہ: ساحل بلگرامی؛

حسین اور یزید

واقعۂ کربلا اور اس زمانہ کی اہم شخـ
تاریخی مقامات کے متعلق مستنـ

واقعات۔ اپنے موضوع پر پہلی کتاب۔ تقریباً چھ سو صفحات قیـ

قتل حسین کے بعد

مدینہ کی غارت گری اور کعبہ ا
کے اردو میں پہلی بار مستند و

گنجینہ۔ ضخامت تقریباً دو سو صفحے۔ قیمت دو روپے۔

دار الادب۔ 21/2 گولی مار۔ کراچـ

ـط بک ایجنسی
امام باڑہ مارٹن روڈ کراچی